سلسلہ
مواعظ حسنہ
نمبر ۱۰

منازلِ سُلوک

قرآن پاک کی روشنی میں

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال کراچی

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۱۰

منازلِ سُلوک

(قرآن پاک کی روشنی میں)

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حسبِ ہدایت وارشاد

حلیم الامت حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبّت ہے
بہ اُمّیدِ نصیحت دوستو اسکی اشاعت ہے

محبّت تیرا صدقہ ہے ثمر ہیں تیرے نازوں کے
جو مَیں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے ارشاد کے مطابق حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی جملہ تصانیف و تالیفات

محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

ضروری تفصیل

وعظ : منازلِ سُلوک (قرآنِ پاک کی روشنی میں)

واعظ : عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ وعظ : ۲۳ صفر المظفر ۱۴۱۳ھ مطابق ۲۳ اگست ۱۹۹۲ء بروز اتوار

مرتب : حضرت سید عشرت جمیل میر صاحب مدظلہ (خلیفہ مُجاز بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ)

تاریخ اشاعت : ۳۰ ربیع الثانی ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۰ فروری ۲۰۱۵ء

زیرِ اہتمام : شعبۂ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی

پوسٹ بکس:11182 رابطہ:+92.21.34972080، +92.316.7771051

ای میل:khanqah.ashrafia@gmail.com

ناشر : کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، بلاک نمبر ۲، کراچی، پاکستان

قارئین و محبین سے گزارش

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کراچی اپنی زیرِ نگرانی شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی شایع کردہ تمام کتابوں کی ان کی طرف منسوب ہونے کی ضمانت دیتا ہے۔ خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی تحریری اجازت کے بغیر شایع ہونے والی کسی بھی تحریر کے مستند اور حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہونے کی ذمہ داری خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی نہیں۔

اس بات کی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی کتابوں کی طباعت اور پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمد للہ! اس کام کی نگرانی کے لیے خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کے شعبۂ نشر و اشاعت میں مختلف علماء اور ماہرین دینی جذبے اور لگن کے ساتھ اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کے باوجود کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرمائیں تاکہ آیندہ اشاعت میں درست ہوکر آپ کے لیے صدقۂ جاریہ ہوسکے۔

(مولانا) محمد اسماعیل
نبیرہ و خلیفہ مُجاز بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ
ناظم شعبۂ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

عنوانات

ابتدائیہ ۷
حضرت والا ہردوئی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ ۱۱
مقصدِ حیات ۱۱
آثارِ جذب ۱۲
اہل اللہ کی ناقدری کرنا علامتِ بدبختی ہے ۱۳
اہل طلب کی شان ۱۴
جگر مراد آبادی کی توبہ کا واقعہ ۱۵
اہل اللہ کی تلاش علامتِ جذبِ حق ہے ۱۶
اہل اللہ کی عالی ظرفی ۱۷
جگر صاحب کا عاشقانہ جواب ۱۸
اللہ والوں کا اکرام اللہ تعالیٰ کا اکرام ہے ۲۰
حفاظتِ نظر سے حلاوتِ ایمانی ملتی ہے ۲۲
مُفَرِّدُوْنَ کون لوگ ہیں؟ ۲۳
شیخ کی صحبت میں معتدبہ مدت رہنا چاہیے ۲۴
محبت کا ایک بلند مقام ۲۶
مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی شانِ محبت ۲۷
سبق بندگی ۲۸
اپنی بیویوں کو حقیر نہ سمجھیے ۲۹
کوئی دیکھتا ہے تجھے آسماں سے ۲۹
بے حیائی سے بچنے کا واحد راستہ ۳۰
بیوی سے حسن سلوک کی بدولت ولایتِ علیا کا حصول ۳۰
واقعہ حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ ۳۱
ذکر اللہ سے حصولِ اطمینانِ قلب کی عجیب تمثیل اور ایک علم عظیم ۳۲
ذکراللہ کا نفع کامل تقویٰ پر موقوف ہے ۳۳
ولایت کی بنیاد تقویٰ ہے ۳۴

www.khanqah.org

گناہ پر اصرار کرنے والا ولی اللہ نہیں ہوسکتا ۳۴
ذکر مثبت اور ذکر منفی ۳۴
ذکر اللہ کی لذت کا کوئی ہمسر نہیں ۳۶
علم کے نفع لازمی ومتعدی کی ایک تمثیل ۳۷
علاماتِ ولایت ۳۷
ذکر اللہ سے حصولِ اطمینانِ قلب کی ایک اور تمثیل ۳۹
آج کل کے صوفیاپر چند اعتراضات اور ان کے جواب ۴۰
شیطان کا حربہ ۴۲
شیخ اوّل کے انتقال کے بعد دوسرے شیخ سے تعلق ضروری ہے ۴۲
دنیا کے مشغلوں میں بھی یہ باخدا رہے ۴۳
حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ۴۳
اللہ والے ہنسنے میں بھی باخدا رہتے ہیں ۴۳
ایسی دنیا سے کیا دل لگانا ۴۴
ذکرِ اسم ذات کا ثبوت ۴۵
آثارِ نسبت مع اللہ ۴۶
ذکر کے حکم میں صفتِ ربوبیت کے بیان کی حکمت ۴۷
تبتل و یکسوئی کا ثبوت ۴۸
حصولِ تبتل کا طریقہ ۴۸
مثنوی میں تبتل کی عاشقانہ تمثیل ۴۹
ذکر مشورہ سے کیجیے ۴۹
ایک عالم صاحب کے اخلاص کی حکایت ۵۱
مشاہدہ بقدرِ مجاہدہ ۵۲
مثنوی سے تبتل کی مزید وضاحت ۵۳
ذکر نفی و اثبات کا ثبوت ۵۵
تصوف کے مسئلۂ توکل کا ثبوت ۵۵
سلوک کے مقامِ صبر کا ثبوت ۵۶
صبر کی تین قسمیں ۵۶
ہجرانِ جمیل کا ثبوت ۵۷

www.khanqah.org

ہجرانِ جمیل کیا ہے؟ ۵۷
دل کو اللہ کے لیے خالی کرلیا ۵۸
تین دن سے زیادہ ترک کلام کی تفصیل ۵۹
قیامِ لیل کا ثبوت ۶۰
تلاوتِ قرآن کا ثبوت ۶۲
منتہی کے اسباق کا ابتدا میں نازل ہونے کا راز ۶۳
حضرت جلال آبادی کے چند نصائح ۶۳
تکیہ رکھنے کی سنت ۶۴
عرض الاعمال علی الآباء ۶۴
اہل سلسلہ کے لیے بشارت ۶۵
ارشاداتِ اکابر دلائل کی روشنی میں ۶۵
ترکِ گناہ کا آسان طریقہ ۶۷
انوارِ یقین اہل اللہ کے قلوب سے ملتے ہیں ۶۸
نفع کا مدار مناسبت پر ہے ۶۸
اہل اللہ کی قدر طالبِ خدا کو ہوتی ہے ۷۰
زندگی کا ویزا ۷۰
یَا جِبَالَ الْحَرَمِ یَا جِبَالَ الْحَرَمِ ۷۱
ہجرت کا تکوینی راز ۷۲
دعا ۷۳

www.khanqah.org

❁❁❁❁

نقشِ قدم نبی ﷺ کے ہیں جنّت کے راستے
اللہ جل جلالہ سے ملاتے ہیں سُنّت کے راستے

ابتدائیہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ری یونین کے احباب کی دعوت پر اس سال ماہ اگست ۱۹۹۲ء میں مرشدنا و مولانا عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم نے ری یونین کا دوسرا سفر فرمایا۔ اس سے قبل ۱۹۸۹ء میں حضرت والا کا سفر ہوا تھا۔ دونوں اسفار سے مخلوقِ خدا کو بہت نفع ہوا، خواص کو بھی اور عوام کو بھی اور خصوصاً اس سفر میں بہت لوگ مستفید ہوئے۔ بہت سے علما اپنی اصلاح کی طرف متوجہ ہوئے اور بہت سے دنیاداروں کی زندگی میں انقلاب آگیا۔ بہت سے لوگوں نے چہرے پر سُنّت کے مطابق داڑھیاں رکھ لیں، ظاہری وضع قطع بھی درست ہوگئی اور جابجا حضرتِ والا کے مواعظ اور ذکر کی مجلسوں سے ری یونین مطلع انوار بن گیا اور حضرت ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول کہ

لَوْ اَنَّ وَلِیًّا مِّنْ اَوْلِیَاءِ اللّٰہِ مَرَّ بِبَلْدَۃٍ لَنَالَ بَرَکَۃَ مُرُوْرِہٖ اَھْلُ تِلْکَ الْبَلْدَۃِ[1]

عینی مشاہدہ میں آگیا۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں اور حضرتِ والا کی زندگی صحت کاملہ و عافیتِ کاملہ اور عظیم الشان خدماتِ دینیہ کے ساتھ مدتِ طویلہ تک دراز فرمائیں اور اس مے خانۂ محبت و معرفت کا فیض قیامت تک جاری رہے۔

خدا رکھے مرے ساقی کا مے کدہ آباد
یہاں پہ عشق کے ساغر پلائے جاتے ہیں

(جامع)

ری یونین کی مجلس علماء المرکز الاسلامی کی دعوت پر شہر LA PLAINE DES PALMISTES میں ۲۳ اگست ۱۹۹۲ء کو محضر علماء میں حضرتِ والا دامت برکاتہم کا وعظ تجویز تھا۔ یہ نہایت پُر فضا مقام ہے، چاروں طرف سبزہ زار اور بلند و بالا سبز پوش پہاڑوں کے سلسلے نہایت جاذبِ نظر ہیں۔ موسم بھی معتدل اور خوشگوار تھا۔ حضرتِ والا نے کار سے ان

---

[1] مرقاۃ المفاتیح: ۱۹۱/۵ (۲۲۸۸)، باب اسماء اللہ تعالیٰ، مطبوعۃ دار الکتب العلمیۃ

مناظر کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ دنیائے فانی جب اتنی حسین ہے تو جنت کیسی ہوگی۔ اس لیے ان کو دیکھ کر یہ دُعا مانگو اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْجَنَّۃَ وَمَا قَرَّبَ اِلَیْھَا وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ النَّارِ وَمَا قَرَّبَ اِلَیْھَا[۲] ان مناظر پر تو زلزلہ آنے والا ہے اور یہ فنا ہونے والے ہیں اس لیے وہ جگہ مانگو جو ہمیشہ باقی رہے گی اور جس کی شان ہے مَا لَا عَیْنٌ رَاَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ۔

وعظ کا انتظام جناب نجیب صاحب نے کیا تھا اور ان کے بھائی جناب یوسف آدم صاحب کے مکان پر علماء حضرات تشریف لا چکے تھے۔ مکان کے بڑے کمرے میں ایک کرسی بچھادی گئی تھی جس پر بیٹھ کر حضرتِ والا نے وعظ فرمایا جو تقریباً گیارہ بجے شروع ہوا اور پونے دو بجے تک جاری رہا اور جیسا کہ حضرت اقدس کے وعظ کا خاصہ ہے سامعین پر وجد طاری تھا اور دل اللہ کی محبت سے لبریز تھے اور پونے تین گھنٹہ کے بعد بھی لوگوں کے دل نہیں بھرے تھے اور بعض علماء نے احقر سے فرمایا کہ حضرت کے بیان سے دل نہیں بھرتا اور جی چاہتا ہے کہ بیان جاری رہے۔

سیری نہیں ہوتی نہیں ہوتی نہیں ہوتی
اے پیر مغاں اور ابھی اور ابھی اور

وعظ کا موضوع تو اصلاح و تزکیۂ نفس اور محبتِ الٰہیہ تھا لیکن حضرتِ والا نے تصوف کے بعض مسائل اور اہم مقاماتِ سلوک کو قرآنِ پاک کی آیات سے مدلّل فرمایا جس سے علماء بہت محظوظ ہوئے کیوں کہ آج کل بعض اہل ظاہر تصوف کو شریعت اور سنت سے علیحدہ کوئی چیز قرار دیتے ہیں۔ اس لیے حضرتِ والا تصوف کو قرآن و حدیث سے مدلل کرکے پیش فرماتے ہیں۔ اس سے تصوف کے بارے میں غلط فہمی رکھنے والے بعض حضرات کو ہدایت ہوگئی۔

یہ وعظ احقر نے ری یونین ہی میں ٹیپ سے نقل کرلیا تھا اور آج اس کی تبییض و ترتیب مکمل ہونے کے بعد کراچی میں طباعت کے لیے دیا جارہا ہے۔ احادیثِ مبارکہ اور

---

[۲] سنن ابن ماجۃ: ۳۸۴۶، باب الجوامع من قول او عمل، المکتبۃ الرحمانیۃ-
کنز العمال: ۲/۷۷، (۳۲۱۰)، فصل فی اٰداب الدعاء، مؤسسۃ الرسالۃ

www.khanqah.org

عربی شروح وغیرہ کے حوالے حواشی کے ذیل میں درج ہیں اور اس کا نام ”منازلِ سلوک“ قرآنِ پاک کی روشنی میں تجویز کیا گیا ہے۔ حق تعالیٰ شرفِ قبول عطا فرمائیں اور اس کو اُمّتِ مسلمہ کے لیے نافع فرمائیں اور حضرتِ والا کے لیے، ناقل و مرتب کے لیے اور جملہ معاونین کے لیے قیامت تک کے لیے صدقۂ جاریہ و سببِ نجات بناویں، آمین۔

مرتب:

یکے از خدام حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

۲۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۳ھ مطابق ۲۵ نومبر ۱۹۹۲ء بروز بدھ

❁❁❁❁

کلامِ عارفانہ

ہے روحِ بندگی بس اُن کی مرضی پہ فدا ہونا
یہی مقصودِ ہستی ہے یہی منشائے عالم ہے
ہماری خاک اُس لمحہ میں ہے رشکِ فلک اختر
وہی لمحہ جو میرا ذکرِ مولائے عالم ہے

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

www.khanqah.org

منازلِ سلوک

(قرآنِ پاک کی روشنی میں)

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی، اَمَّا بَعۡدُ

فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَاذۡکُرِ اسۡمَ رَبِّکَ وَتَبَتَّلۡ اِلَیۡہِ تَبۡتِیۡلًا ؕ﴿۸﴾

رَبُّ الۡمَشۡرِقِ وَالۡمَغۡرِبِ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ فَاتَّخِذۡہُ وَکِیۡلًا ﴿۹﴾

وَاصۡبِرۡ عَلٰی مَا یَقُوۡلُوۡنَ وَاھۡجُرۡھُمۡ ھَجۡرًا جَمِیۡلًا ﴿۱۰﴾ [۳]

سورۂ مزمل شریف کی آیات آپ کے سامنے تلاوت کی گئیں۔ان کی تفسیر ان شاء اللہ بعد میں عرض کروں گا۔پہلے کچھ متفرقات آپ لوگوں کے طرزِ دعوت پر پیش کررہاہوں۔اصلی کھانا آپ لوگ بعد میں لاتے ہیں،پہلے یخنی پیش کرتے ہیں،پھر سموسہ لادیا، پھر چٹنی لادی،پھر کوئی اور چیز پیش کردی۔بعضے لوگ جو واقف نہیں ہیں،وہ یہی پاپڑ وغیرہ زیادہ کھاجاتے ہیں اور جب اصلی بریانی آتی ہے تو کہتے ہیں **یَاحَسۡرَتَا عَلٰی بِرۡیَانِیۡ** ہائے افسوس اس بریانی پر!ہمیں بتایا ہی نہیں کہ یہ بعد میں آتی ہے۔یہاں ایک دعوت میں ایسا ہوچکاہے اور وہ صاحب بھی یہاں موجود ہیں۔یخنی پاپڑ وغیرہ کو میں یہ سمجھا کہ یہاں کا یہی کھانا ہوگا۔بھوک لگی تھی جلدی جلدی کھالیا۔بعد میں عمدہ بریانی لائے تو ہم نے بزبانِ حال کہا **یَالَیۡتَنِیۡ اَکَلۡتُ قَلِیۡلًا** یعنی اے کاش!میں نے تھوڑا کھایا ہوتا تو یہ بریانی زیادہ کھاتا۔ بہر حال متفرقات پیش کرتاہوں اور جیسا کہ ابھی عرض کیاان آیات کی تفسیر ان شاءاللہ تعالیٰ

---

[۳] المزمل:۸-۱۰

بعد میں عرض کروں گا اور اس کا تعلق تمام تر تصوف اور تزکیۂ نفس سے ہو گا کیوں کہ میرا مقصدِ حاضری یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ صحیح اور قوی تعلق ہو جائے، جن کا تعلق ضعیف ہے ان کا قوی ہو جائے اور جن کا قوی ہے ان کا اقویٰ ہو جائے اور آپ لوگوں کے صدقہ اور طفیل میں اللہ تعالیٰ احقر کو بھی محروم نہ فرمائیں۔

حضرت والا ہردوئی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ

نمبر ایک یہ ہے کہ اس وقت کی ٹھنڈک معتدل اور پسندیدہ ہے۔ اس وجہ سے ہیٹر کو بند کرادیا گیا۔ اس پر مجھے ایک واقعہ یاد آیا کہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم کے ساتھ جدہ سے حرم شریف جانے کے لیے میں کار میں بیٹھا۔ خوب گرمی اور لُو تھی اور موٹر چلانے والے میرے شیخ کے خلیفہ انجینئر انوار الحق صاحب تھے۔ حضرت نے فرمایا جلدی سے ایئر کنڈیشن چلادو۔ ایئر کنڈیشن چلادیا گیا لیکن کار میں ٹھنڈک نہیں آئی تو حضرت نے فرمایا کہ کیا وجہ ہے تمہارا ایئر کنڈیشن کچھ ناقص ہے ٹھنڈک کیوں نہیں آرہی؟ تو انوار الحق صاحب نے کہا کہ شاید کار کا کوئی شیشہ کھلا ہوا ہے جس سے خارجی گرمی آرہی ہے۔ دیکھا تو میری ہی طرف کا شیشہ تھوڑا سا کھلا ہوا تھا۔ میں نے جلدی سے شیشہ بند کردیا اور تھوڑی دیر میں پوری کار ٹھنڈی ہو گئی، گرمی اور لُو سے حفاظت ہو گئی۔ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب نے اس پر ایک عجیب بات فرمائی جو قابلِ وجد ہے۔

مقصدِ حیات

جس کو اللہ ہدایت دیتا ہے تو عالم اور کائنات کا ہر ذرّہ اس کے لیے ہدایت کا ذریعہ بن جاتا ہے کیوں کہ خالق کائنات پوری کائنات اس کی ہدایت پر صَرف فرماتے ہیں کہ مقصدِ حیات اور مقصدِ کائنات لِیَعۡبُدُوۡنِ ہے جس کی تفسیر علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے لِیَعۡرِفُوۡنِ سے کی ہے۔ معلوم ہوا کہ پوری کائنات کو زمین اور آسمان، سورج اور چاند، دریا اور پہاڑ کو ہماری تربیت اور حصولِ معرفت، زیادتِ معرفت اور تکمیلِ معرفت کے لیے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے اور کائنات کا مقصد بزبانِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرمادیا:

www.khanqah.org

فَاِنَّکُمْ خُلِقْتُمْ لِلْاٰخِرَۃِ،وَالدُّنْیَا خُلِقَتْ لَکُمْ [۴]

ساری دنیا تمہارے لیے بنائی اور تم کو ہم نے اپنے لیے بنایا تو عالم کا ذرہ ذرہ تمہارے لیے ہماری نشانی ہے۔ عالم علم سے ہے اور علم کے معنیٰ ہیں نشانی۔ عالم کو عالم اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس کا ذرہ ذرہ اللہ تعالیٰ کی نشانی ہے۔

آثارِ جذب

جگر کے استاد حضرت اصغر گونڈوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کی ہدایت کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کے بال بال ''کان'' بن جاتے ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کی آواز دل میں سنتا رہتا ہے کہ تم ہمارے ہو ؎

ہم تمہارے تم ہمارے ہوچکے
دونوں جانب سے اشارے ہوچکے

اس کے بال بال کان بن جاتے ہیں۔ اصغر گونڈوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

ہمہ تن ہستی خوابیدہ مری جاگ اُٹھی
ہر بُن مو سے مرے اس نے پکارا مجھ کو

میری سوئی ہوئی غفلت کی زندگی جاگ اُٹھی، میرے ہر بال سے اس نے مجھے آواز دی کہ کہاں سویا ہوا ہے؟ اُٹھ ہمیں یاد کر۔ اسی کا نام جذب ہے اَللّٰہُ یَجْتَبِیْٓ اِلَیْہِ مَنْ یَّشَآءُ جس کو اللہ تعالیٰ جذب فرماتے ہیں تو اصغر گونڈوی فرماتے ہیں کہ اس کو اپنے دل میں جذب کے آثار محسوس ہوتے ہیں کہ کوئی ہم کو یاد کررہا ہے، ہمیں کوئی بلارہا ہے اپنی یاد کے لیے۔ آہ! ایک شاعر کا شعر یاد آیا ؎

کوئل کا دور دور درختوں پہ بولنا
اور دل میں اہلِ درد کے نشتر گھنگھولنا

---

[۴] شعب الایمان للبیھقی: ۱۳/۱۵۳(۱۰۰۹۷)، بابٌ فی الزھد وقصر الامل، مکتبۃ الرشد-
الدُّر المنثور: ۱۴/۴۹۰، مطبوعۃ قاھرۃ

www.khanqah.org

نشتر اس چاقو کو کہتے ہیں کہ جس کو ڈاکٹر آپریشن کرتے وقت چلاتا ہے اور سارا مواد نکال دیتا ہے تو کوئل کی آواز سے بھی خدا کے عاشقوں کے دل میں ایک تڑپ پیدا ہوتی ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب کوئل ''کو'' کہتی ہے تو اس میں اشارہ ہے ''کہ او کہاں ہے وہ اللہ، کوئل بھی تلاش میں ہے، وہ بھی اپنی آواز میں اللہ تعالیٰ کو تلاش کر رہی ہے۔ اس لیے اس کی عجیب آواز ہے ؎

کوئل کا دور دور درختوں پہ بولنا
اور دل میں اہل درد کے نشتر گھنگھولنا

نشتر پر ایک بات یاد آئی۔ گورنر عبدالرب نشتر شاعر بھی تھے اور پاکستان کے صوبہ پنجاب کے گورنر بھی تھے۔ جگر صاحب ان سے ملاقات کرنے گئے۔ شاعر ذرا ایسے ہی رہتے ہیں، بال بکھرے ہوئے، الول جلول، کپڑے بھی میلے۔ دروازے پر جو دربان تھا اس سے کہا کہ میں نشتر صاحب سے ملنا چاہتا ہوں۔ دربان انہیں کیا پہچانتا، اس نے کہا کہ بھاگ جاؤ، تمہارا منہ ہے کہ تم گورنر عبدالرب نشتر سے ملوگے۔ یہ منہ اور مسور کی دال۔ میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ منہ اور مسور کی دال جو مشہور ہے یہ محاورہ صحیح نہیں ہے، حقیقت میں محاورہ یوں تھا کہ یہ منہ اور منصور کی دار یعنی تمہارا منہ کہاں کہ دارِ منصور پر چڑھ جاؤ اور خدا پر جان دے دو، اس کا حوصلہ اور ہمت بڑے خاص لوگوں کو ہوتی ہے۔ یہ منہ اور منصور کی دار بگاڑ بگاڑ کر دیہاتیوں نے مسور کی دال بنادیا ورنہ صرف مسور کی دال میں ایسی خصوصیات نہیں ہیں کہ جس کے لیے کوئی خاص منہ ہونا چاہیے۔

خیر جب پولیس نے ملانے سے انکار کیا تو جگر صاحب نے جلدی سے جیب سے کاغذ نکالا اور اس پر کچھ لکھ کر کہا کہ یہ پرچہ عبدالرب نشتر کو دے دو۔ وہ پولیس والے جگر صاحب کو نہیں پہچانتے تھے، دیہاتی حوش کیا سمجھے کہ موتی کیا چیز ہے؟ موتی کی قدر جوہری جانتا ہے۔

اہل اللہ کی ناقدری کرنا علامتِ بدبختی ہے

اسی طرح اللہ والوں کی قدر ہر ایک کو نہیں ہوتی، ہر ایک کو پتا نہیں کہ وہ کیا ہیں؟

جن کی چشمِ بصیرت بے نور ہے وہ تو یہی سمجھتے ہیں کہ میرے بھی ایک ناک ہے، اس اللہ والے کے بھی ایک ناک ہے، دو آنکھیں میری ہیں دو ان کی ہیں، ہم بھی آدمی ہیں وہ بھی آدمی ہیں۔

ہمسری با انبیاء برداشتند
اولیاء را ہمچو خود پنداشتند

بصیرت کے اسی اندھے پن سے بدقسمت لوگوں نے انبیاء کی برابری کا دعویٰ کیا اور اولیاء کو اپنا جیسا سمجھا۔

اشقیاء را دیدۂ بینا نبود
نیک و بد در دیدہ شاں یکساں نمود

بدبخت لوگوں کو دیدۂ بینا نہیں دیا جاتا، انہیں تو نیک و بد ایک جیسے نظر آتے ہیں، خوش قسمت لوگ پہچاننے والے پیدا ہوتے ہیں جو اللہ والوں کو پہچان لیتے ہیں۔

اہلِ طلب کی شان

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ سے جب شمس الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں کچھ نہیں ہوں تو فرمایا کہ آپ لاکھ زبان سے کہیے کہ میں کچھ نہیں ہوں لیکن مجھ سے اپنے آپ کو آپ نہیں چھپاسکتے۔ پھر یہ شعر مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے شمس الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں پڑھا۔

بوئے مے را گر کسے مکنوں کند
چشمِ مست خویشتن را چوں کند

اگر شراب پی کر کوئی اس کی بُو کو الائچی اور پان کھا کر چھپادے لیکن ظالم اپنی مست آنکھوں کو کہاں سے چھپائے گا۔ اللہ تعالیٰ جس کو اپنی محبت کی شراب راتوں کی تنہائیوں میں پلا دیتے ہیں وہ دن میں اپنی آنکھوں کو کہاں چھپاسکتا ہے؟ فرمایا کہ آپ کی آنکھیں بتاتی ہیں کہ آپ صاحبِ نسبت ہیں۔ جب مجنوں اپنی لیلیٰ کی قبر کی مٹی سونگھ کر بتاسکتا ہے کہ یہاں لیلیٰ ہے جبکہ اس کو علم بھی نہیں تھا کہ لیلیٰ کو کہاں دفن کیا گیا ہے؟ اس سے خاندان والوں نے چھپایا تھا کہ

کہیں پاگل قبر کھود کر لیلیٰ کو نکال نہ لے لیکن جب اس کو کئی مہینے کے بعد محلے کے بچوں سے پتا چلا تو اس نے پورے قبرستان کی ایک ایک قبر کی مٹی کو سونگھا۔ جب لیلیٰ کی قبر کی مٹی اس نے سونگھی تو اس نے اعلان کیا کہ یہیں لیلیٰ ہے اور اس نے صحیح خبر دی۔ اب مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ہمچو مجنوں بو کنم ہر خاک را
تا بیابم نورِ مولیٰ بے خطا

مثل مجنوں کے میں بھی ہر جسم کی مٹی کو سونگھتا ہوں اور جس مٹی کے اندر میرا مولیٰ ہوتا ہے تو میں اس مٹی میں اپنے مولیٰ کے نور کو محسوس کرلیتا ہوں اور یقین سے بتادیتا ہوں کہ یہ شخص اللہ والا ہے۔ اگر مجنوں لیلیٰ کی مٹی کو سونگھ کر بتا سکتا ہے کہ یہاں لیلیٰ ہے تو جو مولیٰ کے عاشق ہیں، مولیٰ کے مجنوں ہیں، وہ بھی ہر جسم کی مٹی کو سونگھتے ہیں، ان کی باتیں سنتے ہیں اور چند منٹ میں بتادیتے ہیں کہ اس کے دل میں مولیٰ ہے۔

تو خیر ظالم نے شعر بھی عبدالرب نشتر کو کیا لکھا ؎

نشترؔ سے ملنے آیا ہوں میرا جگر تو دیکھ

عبدالرب نشتر پرچہ دیکھتے ہی سمجھ گئے یہ جگر صاحب مراد آبادی ہیں، ننگے پیر دوڑتے ہوئے آئے اور بہت معافی مانگی اور کہا کہ یہ دروازے پر جو جاہل بیٹھا ہے یہ آپ کو کیا جانے۔

جگر مراد آبادی کی توبہ کا واقعہ

یہاں پر ایک بات یاد آئی۔ آہ! جب اللہ تعالیٰ ہدایت کا دروازہ کھولتا ہے تو جگر جیسا شرابی توبہ کرتا ہے۔ میر صاحب جو میرے رفیق سفر ہیں، انہوں نے جگر کو دیکھا ہے۔ اتنا پیتا تھا یہ شخص کہ دو آدمی اُٹھا کر اس کو مشاعرہ میں لے جاتے تھے مگر ظالم کی آواز ایسی غضب کی تھی کہ مشاعرہ ہاتھ میں لے لیتا تھا، لیکن جب ہدایت کا وقت آیا تو دل میں اختلاج شروع ہوا، گھبراہٹ شروع ہوئی کہ اللہ کو کیا منہ دکھاؤں گا۔ جب ہدایت کا وقت آیا تو دل کو پتا چل گیا کہ کوئی ہمیں یاد کررہا ہے ۔

محبت دونوں عالم میں یہی جا کر پکار آئی
جسے خود یار نے چاہا اسی کو یادِ یار آئی

حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ تابعی ہیں، فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ مجھ کو یاد فرماتے ہیں تو مجھ کو پتا چل جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے یاد فرما رہے ہیں۔ خادم نے پوچھا کہ اس کی کیا دلیل ہے؟ فرمایا کہ دلیل قرآنِ پاک کی ہے فَاذْكُرُونِيٓ اَذْكُرْكُمْ[۵] تم مجھ کو یاد کرو، میں تم کو یاد کروں گا۔ جب میں اس وقت ان کو یاد کر رہا ہوں تو یقیناً وہ مجھ کو یاد فرما رہے ہیں۔

بہر حال! جب جگر صاحب کو اللہ نے جذب فرمایا تو اس کے آثار ظاہر ہونے لگے ؎

سن لے اے دوست جب ایام بھلے آتے ہیں
گھات ملنے کی وہ خود آپ ہی بتلاتے ہیں

اہل اللہ کی تلاش علامتِ جذبِ حق ہے

جس کی قسمت اچھی ہوتی ہے اس کے دل کو اللہ تعالیٰ بے شمار راہوں سے جذب فرماتے ہیں، اپنے ملنے کی گھات وہ خود ہی بتلاتے ہیں، خود اس کے دل میں ڈالتے ہیں کہ ہم اس طرح ملیں گے، یہ کرو یہ نہ کرو، اللہ والوں کے پاس جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کے جذب کی پہلی علامت یہ ہوتی ہے کہ اس کو اللہ والوں کی تلاش شروع ہو جاتی ہے۔ جو منزل کا عاشق ہوتا ہے اسے راہ بر منزل کی تلاش کی توفیق ہوتی ہے اور جو شخص راہ بر منزل کی تلاش سے محروم ہے وہ منزل کے عشق سے غافل ہے اور اسے منزل کی طلب نہیں ہے۔ اسی لیے حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو مجدد الملت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے اکابر خلفاء میں سے تھے، فرمایا کرتے تھے ؎

ان سے ملنے کی ہے یہی اک راہ
ملنے والوں سے راہ پیدا کر

اللہ تعالیٰ سے ملنے کا ایک ہی راستہ ہے کہ جو اللہ سے ملے ہوئے ہیں اُن سے راہ و رسم پیدا کرو،

---

۵ البقرۃ:۱۵۲

www.khanqah.org

تعلق قائم کرو۔

غرض اب جگر صاحب کی ہدایت کا آغاز ہو رہا ہے، نقطۂ آغازِ ہدایت اس شعر سے ہوا ۔

اب ہے روزِ حساب کا دھڑکا
پینے کو تو بے حساب پی لی

یعنی اب دل دھڑک رہا ہے کہ قیامت کے دن اللہ کو کیا جواب دوں گا کہ ظالم میں نے شراب کو حرام کیا تھا اور تو اس قدر پیتا تھا، تجھے شرم بھی نہ آئی کہ مجھے قیامت کے دن پیش ہونا ہے۔ پس فوراً خواجہ عزیز الحسن صاحب مجذوب رحمۃ اللہ علیہ سے مشورہ لیا کہ خواجہ صاحب آپ کیسے اللہ والے ہوگئے؟ کس کی صحبت نے آپ کو ایسا متبع سنت بنادیا؟ آپ تو ڈپٹی کلکٹر ہیں، ڈپٹی کلکٹر اور گول ٹوپی اور لمبا کرتا، عربی پاجامہ اور ہاتھ میں تسبیح۔ میں نے تو دنیا میں کہیں ایسا ڈپٹی کلکٹر نہیں دیکھا، یہ آپ کی ٹرکس نے نکالی اے مسٹر؟ فرمایا کہ تھانہ بھون میں حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے یہ ٹر نکال دی۔ مسٹر کی ٹر کو مس کر دیا۔ تو کہا کہ کیا مجھ جیسا شرابی بھی تھانہ بھون جاسکتا ہے؟ مگر شرط یہ ہے کہ میں تو وہاں بھی پیوں گا کیوں کہ اس کے بغیر میرا گزارا نہیں۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھانہ بھون پہنچے اور کہا کہ جگر صاحب اپنی اصلاح کے لیے آنا چاہتے ہیں لیکن کہتے ہیں کہ میں خانقاہ میں بھی بغیر پیے نہیں رہ سکتا۔

اہل اللہ کی عالی ظرفی

حضرت رحمۃ اللہ علیہ ہنسے اور فرمایا کہ جگر صاحب سے میرا اسلام کہنا اور یہ کہنا کہ اشرف علی ان کو اپنے مکان میں ٹھہرائے گا، خانقاہ تو ایک قومی ادارہ ہے، اس میں تو ہم اجازت دینے سے مجبور ہیں لیکن ان کو میں اپنا مہمان بناؤں گا۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مکان میں جب کافر کو بھی مہمان بناتے تھے تو اشرف علی ایک گناہ گار مسلمان کو کیوں مہمان نہ بنائے گا جو اپنے علاج اور اصلاح کے لیے آرہا ہے۔ جگر صاحب نے جب یہ سنا تو رونے لگے اور کہا کہ آہ! ہم تو سمجھتے تھے کہ اللہ والے گناہ گاروں سے نفرت کرتے ہوں گے لیکن آج پتا چلا کہ ان کا قلب کتنا وسیع ہوتا ہے۔ بس تھانہ بھون پہنچ گئے اور عرض کیا کہ

حضرت اپنے ہاتھ پر توبہ کرا دیجیے اور چار باتوں کے لیے دُعا کر دیجیے۔ سب سے پہلے تو یہ کہ میں شراب چھوڑ دوں، پرانی عادت ہے ؏

چھٹتی نہیں ہے منہ سے یہ کافر لگی ہوئی

مگر اللہ تعالیٰ کے کرم سے اب چھوڑنے کا ارادہ کرلیا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے تو بڑے سے بڑا گناہ، پرانے سے پرانا گناہ آدمی چھوڑ دیتا ہے اور اگر گناہ نہیں چھوڑ رہا ہے تو سمجھ لو کہ اسے ابھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے جذب نہیں ہے۔ یہ ابھی نفس و شیطان کی آغوش میں ہے، دشمن کی گود میں ہے، اور دوسری درخواست دُعا یہ کی کہ مجھ کو حج نصیب ہو جائے، تیسری درخواست کی کہ میں داڑھی رکھ لوں اور چوتھی درخواست کی کہ میرا خاتمہ ایمان پر ہو۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے دُعا فرمائی۔

جگر صاحب تھانہ بھون سے واپس آئے تو شراب چھوڑ دی، توبہ کرلی، شراب چھوڑنے سے بیمار ہوگئے، قومی امانت تھی، زبردست شاعر تھے، ڈاکٹروں کے بورڈ نے معاینہ کیا اور کہا کہ جگر صاحب آپ کی موت سے ہم لوگ بے کیف ہو جائیں گے، آپ قوم کی امانت ہیں لہٰذا تھوڑی سی پی لیا کیجیے تاکہ آپ زندہ تو رہیں۔ جگر صاحب نے کہا کہ اگر میں تھوڑی تھوڑی پیتا رہوں گا تو کب تک جیتا رہوں گا؟ ڈاکٹروں نے کہا کہ پانچ دس سال اور چل جائیں گے۔

جگر صاحب کا عاشقانہ جواب

فرمایا کہ دس سال کے بعد اگر میں شراب پیتے ہوئے اس گناہِ کبیرہ کی حالت میں مروں گا تو اللہ کے غضب اور قہر کے سائے میں مروں گا اور اگر ابھی مرتا ہوں جیسا کہ آپ لوگ مجھے ڈرا رہے ہیں کہ نہ پینے سے مر جاؤ گے تو میں اس موت کو پیار کرتا ہوں۔ ایسی موت کو میں عزیز رکھتا ہوں کیوں کہ اگر جگر کو شراب چھوڑنے سے موت آئی تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سائے میں جاؤں گا کیوں کہ یہ موت خدا کی راہ میں ہوگی کہ میرے بندے نے ایک گناہ چھوڑ دیا، اس غم میں یہ مرا ہے، میری نافرمانی چھوڑنے کے غم میں اسے موت آئی ہے، میرے قہر و غضب کے اعمال چھوڑنے میں میرے بندے نے جان دی ہے، یہ شہادت کی موت ہے۔ لہٰذا جگر صاحب نے پھر شراب نہیں پی اور بالکل اچھے ہوگئے۔ جب بندہ گناہ

www.khanqah.org

چھوڑنے کی ہمت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی مدد فرماتے ہیں، فضل اور رحمت فرماتے ہیں، گناہ کے مزے کا نعم البدل دیتے ہیں یعنی اپنی محبت کو اس کے قلب میں تیز کر دیتے ہیں ؏

نعم البدل کو دیکھ کے توبہ کرے گا میرؔ

جو لوگ گناہ چھوڑتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو گناہ کی حرام لذت کے مقابلے میں اپنی محبت کی حلال مٹھاس اور اپنے قرب کی لذت غیر محدود سے نوازتا ہے، وہ ارحم الراحمین ہیں، ان کے راستے میں جو غم اُٹھائے گا بھلا اس کو انعام نہ ملے گا؟

غرض جگر صاحب نے شراب چھوڑ دی اور جب حج کو جانے لگے تو داڑھی پوری ایک مشت رکھ لی، سوچا کہ اللہ کو کیا منہ دکھاؤں گا اور روضۂ مبارک پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کیا منہ لے کر جاؤں گا۔ داڑھی رکھنا لوگوں کو بڑا مشکل معلوم ہوتا ہے، داڑھی رکھنے کے لیے اگر کسی سے کہیے تو پہلے ہی مولوی صاحب سے ناراض ہو جائے گا، اگر وظیفہ بتائیے کہ یہ پڑھ لو تو تجارت میں برکت ہو جائے گی، یہ پڑھ لو بیماری چلی جائے گی، یہ پڑھ لو تو اولاد میں برکت ہوگی، خوب پڑھے گا۔ وظیفے پڑھنے کے لیے شوق سے تیار ہو جاتے ہیں لیکن گناہ چھوڑنے کی ہمت کم لوگ کرتے ہیں۔

غرض جگر صاحب نے داڑھی رکھ لی۔ اللہ والوں کی صحبت سے بڑے بڑے فاسق ولی اللہ ہو جاتے ہیں۔ مولانا رومی فرماتے ہیں ؎

گر تو سنگ خار او مرمر بوی

اگر تم پتھر ہو، تمہارے اندر اعمالِ صالحہ کا سبزہ اُگانے کی کوئی صلاحیت نہیں ہے لیکن ؎

گر بصاحبِ دل رسی گوہر شوی

اگر اہل دل کی صحبت تمہیں مل جائے گی تو موتی بن جاؤ گے۔ خود مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ لیجیے کہ جامع المعقول والمنقول تھے، بڑے عالم تھے، بادشاہ کے نواسے تھے، بڑے بڑے علماء ان کے شاگرد تھے جو ان کے پیچھے پیچھے چلتے تھے لیکن شمس الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر جب بیعت کی تو ان کا بستر سر پر رکھ کر جنگل جنگل ان کے پیچھے پیچھے پھرتے تھے اور فرماتے تھے ؎

ایں چنیں شیخے گدائے کو بہ کو
عشق آمد لَا اُبَالِیْ فَاتَّقُوْا

میں اتنا بڑا شیخ تھا لیکن آج خدا کی محبت میں شمس الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کا بستر لیے گلی در گلی پھر رہا ہوں مگر اس کا انعام یہ ملا ؎

مولوی ہر گز نہ شد مولائے روم
تا غلام شمس تبریزی نہ شد

میں ملّا جلال الدین تھا لیکن مولائے روم کب بنا؟ شمس الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کی غلامی کے صدقہ میں۔

اللہ والوں کا اکرام اللہ تعالیٰ کا اکرام ہے

مشکوٰۃ شریف کی روایت ہے کہ جس نے اللہ والا سمجھ کر اللہ کی نسبت سے کسی بندے کی محبت و عزت کی اس نے دراصل اپنے رب کا اکرام کیا کیوں کہ وہ نسبت اللہ کی ہے۔ مَا اَحَبَّ عَبْدٌ عَبْدًا لِلّٰہِ اِلَّا اَکْرَمَ رَبَّہٗ عَزَّوَجَلَّ[۶] اور جس نے اللہ والوں کی اہانت کی اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ گستاخی کی اور وعدہ ہے جزا موافق عمل کا جَزَآءً وِّفَاقًا پس جس نے اہل اللہ کی اہانت کی اس کو دنیا میں بھی ذلت ملی اور جس نے ان کا اکرام کیا اللہ تعالیٰ اس کو دنیا میں بھی اکرام دیتا ہے۔

حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہماری اور مولانا قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی عزت پہلے قوم میں ایسی نہیں تھی جیسی بعد میں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت سے اور حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی غلامی کے صدقہ میں عطا ہوئی اور قوم میں اللہ تعالیٰ نے ہم کو چمکایا، مگر عزت کی نیت سے اہل اللہ سے تعلق نہیں جوڑنا چاہیے بلکہ اللہ کے لیے جوڑنا چاہیے، پھر جو کچھ اللہ تعالیٰ

۶؎ مسند احمد:۳۶/۵۶۲ (۲۲۲۲۹)، حدیث ابی امامۃ الباھلی، مؤسسۃ الرسالۃ۔
کنز العمال:۹/۴ (۲۴۶۴۷)، باب من بیان الصحبۃ، ذخرہ بلفظ عبد الا اکرم ربہ، مؤسسۃ الرسالۃ

www.khanqah.org

دے دیں ان کی مرضی، چاہے اسم باطن کی تجلی ڈال دیں اور ہم کو گم نام کر دیں اور چاہے اسم ظاہر کی تجلی ہم پر کر کے ہمیں مشہور کر دیں، اپنے کو مرضئ خداوندی کے حوالے کرنا چاہیے، اپنی طرف سے تجویزِ شہرت صحیح نہیں۔

دیکھیے! جگر جیسے شرابی کو ایک اللہ والے کی دُعا لگ رہی ہے، شراب چھوڑ دی کہ جس حیات سے خالق حیات ناراض ہو، جس زندگی سے خالق زندگی ناراض ہو وہ زندگی موت سے بدتر ہے، جانور سے بدتر ہے، سور اور کتے سے بدتر ہے، اللہ تعالیٰ نے عقل دی ہے، آپ خود فیصلہ کرلیجیے کہ جو اپنے مالک کو ناراض کرکے جیتا ہے وہ جانور سے بدتر ہے یا نہیں؟ جانور سور اور کتا مکلف نہیں ہے، اسے پتا ہی نہیں کہ ہم کس مقصد کے لیے پیدا ہوئے ہیں لیکن ہمیں اللہ نے عقل دی ہے، اگر ہم عقل رکھتے ہوئے، مکلف ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ کو ناراض کرتے ہیں تو اللہ کے غضب اور قہر سے بھی ہوشیار ہو جائیں، اللہ کے حلم سے غلط فائدہ نہ اُٹھائیں کہ وہ تو غفور رحیم ہیں معاف کر دیتے ہیں، نہیں پکڑتے۔ جب انتقام آئے گا تو پھر ہماری ساری چکر بازیاں اور ساری مکر بازیاں اور تمام حیلہ و مکر کے ٹاٹ میں اللہ آگ لگا دیتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے انتقام کا انتظار نہ کرو، پہلے ہی جلدی سے اصلاح کرلو، جلدی سے جان کی بازی لگا دو، ہمت کرلو کہ ہمیں جان دینا ہے مگر گناہ نہیں کرنا ہے، جان دینا ہے مگر اللہ تعالیٰ کو ناراض نہیں کرنا ہے، جان دینا ہے مگر نظر سے کسی عورت کو نہیں دیکھنا ہے۔ ان ننگی عورتوں کو نہ دیکھنے سے اگر جان بھی نکل جائے تو ہم آپ جان دے دیں کیوں کہ وہ جان بہت مبارک جان ہو گی جو خدا کی راہ میں نکل جائے لیکن میں کہتا ہوں کہ اللہ میاں جان نہیں لیں گے، آدھی جان لیں گے اور سو جان عطا فرمائیں گے ؎

نیم جاں بستاند و صد جاں دہد

انچہ درو ہمت نیاید آں دہد

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر مجاہد و سالک کو مجاہدہ سے نیم جان کر دیتے ہیں، مشقت و غم میں تھوڑا سا مبتلا ہوتا ہے، حسرت کرتا ہے کہ آہا کیسی حسین شکل تھی لیکن کیا کریں اللہ تعالیٰ نے غض بصر کا یعنی نہ دیکھنے کا حکم دیا ہے۔

www.khanqah.org

حفاظتِ نظر سے حلاوتِ ایمانی ملتی ہے

اس غم کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے بزبانِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم حلاوتِ ایمانی کا وعدہ کیا ہے کہ ہم تمہیں ایمان کی مٹھاس دیں گے اِنَّ النَّظْرَ سَھْمٌ مِّنْ سِھَامِ اِبْلِیْسَ مَسْمُوْمٌ مَّنْ تَرَکَھَا مَخَافَتِیْ اَبْدَلْتُہٗ اِیْمَانًا یَّجِدُ حَلَاوَتَہٗ فِیْ قَلْبِہٖ؎ تم بصیرت کی حلاوت کے لیے اپنی بصارت کی ناجائز مٹھاس کو قربان کردو۔ علامہ ابنِ قیم جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس نے اپنی آنکھوں کو حسینوں سے بچایا تو گویا بصارت کی حلاوت اس نے اللہ پر فدا کی، اس کے بدلے میں بصیرت یعنی قلب کی حلاوت اللہ تعالیٰ اس کو دیتا ہے اور کیوں کہ اللہ تعالیٰ باقی ہیں تو ان کی حلاوت بھی باقی ہوگی۔ اس کے برعکس حسینوں کو دیکھنے سے دل تڑپتا ہی رہتا ہے۔ ایک عالم نے حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا کہ حضرت مجھے نگاہ ڈالنے کی طاقت تو ہے لیکن نگاہ ہٹانے کی طاقت ہی نہیں رہتی۔ حضرت نے جواب دیا کہ آپ پڑھ لکھ کر اور خصوصاً فلسفہ پڑھ کر ایسی بات کرتے ہیں کیوں کہ قدرت تو ضدین سے متعلق ہوتی ہے یعنی جو کام کرسکے اس کو نہ بھی کرسکے، یہ قدرت کہلاتی ہے۔ اگر کسی کو رعشہ ہے، ہر وقت اس کا ہاتھ ہل رہا ہے تو یہ نہیں کہا جائے گا کہ اس کو ہاتھ ہلانے کی قدرت ہے کیوں کہ روک نہیں سکتا، یہ ہاتھ ہلانے کی طاقت نہیں کہی جائے گی بلکہ بیماری کہی جائے گی۔ ہاتھ ہلانے کی طاقت و قدرت یہ ہے کہ ہاتھ کو ہلا بھی سکے اور نہ بھی ہلا سکے، جب چاہے روک لے۔ لہٰذا جب آپ کو نظر ڈالنے کی طاقت ہے تو معلوم ہوا کہ ہٹانے کی بھی طاقت ہے، جب نظر ڈال سکتے ہو تو ہٹا بھی سکتے ہو۔ پھر انہوں نے دوسرا خط لکھا کہ جب نظر بچاتا ہوں تو دل پر بڑی چوٹ لگتی ہے، حسرت و غم پیدا ہوتا ہے کہ ہائے نہ معلوم اس کی کیسی شکل ہوگی؟ اس میں کیا کیا حسن کے نکتے ہوں گے، نہ جانے کیسی آنکھیں ہوں گی، کیسی ناک ہوگی، نہ دیکھنے سے دل پر ایک زخم لگتا ہے۔ حضرت حکیم الامت نے ان سے ایک سوال کیا کہ یہ بتائیے کہ نہ دیکھنے سے دل کو کتنی دیر تک پریشانی رہتی ہے اور دیکھنے کے بعد کتنی دیر تک

؎ کنز العمال: ۳۲۸/۵، (۱۳۰۶۸)، الفرع فی مقدمات الزنا و الخلوۃ بالاجنبیۃ، مؤسسۃ الرسالۃ-
المستدرک للحاکم: ۳۴۹/۴ (۷۸۷۵)

www.khanqah.org

پریشانی رہتی ہے؟ تب انہوں نے لکھا کہ نہ دیکھنے سے چند منٹ حسرت رہتی ہے، اس کے بعد قلب میں حلاوت محسوس ہوتی ہے اور اگر دیکھ لیتا ہوں تو تین دن تین رات اس کے ناک نقشہ کا تصور دل کو تڑپاتا رہتا ہے۔ تو حضرت نے فرمایا کہ اب آپ خود فیصلہ کرلیجیے کہ بہتّر گھنٹے کی مصیبت اچھی ہے یا چند منٹ کی؟ بس پھر خط آیا کہ حضرت توبہ کرتا ہوں، بات سمجھ میں آگئی۔ ایک اور صاحب نے لکھا کہ میں حسینوں میں اللہ تعالیٰ کی تجلیات کا مشاہدہ کرکے معرفت حاصل کرتا ہوں کیوں کہ یہ حسین تو آئینۂ جمالِ خداوندی ہیں۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا کہ ان کا آئینۂ جمالِ خداوندی ہونا میں تسلیم کرتا ہوں لیکن یہ آتشیں آئینے ہیں جن کو دیکھنے سے آگ لگ جاتی ہے، تمہارا ایمان جل کر خاک ہوجائے گا۔

جگر صاحب نے دوسری دُعا کرائی تھی سنت کے مطابق داڑھی رکھنے کی، پھر داڑھی رکھ لی اور حج کر آئے، بمبئی آکر آئینہ دیکھا تو داڑھی سنت کے مطابق بڑھی ہوئی نظر آئی۔ اس وقت جگر صاحب نے جو شعر کہا ہے، کیا کہیں قابلِ وجد شعر ہے بشرطیکہ اہل دل بھی ہو۔ وجد ہر ایک کو نہیں آتا، جس میں کیفیتِ محبت کا غلبہ ہوتا ہے اس کو وجد آتا ہے۔

مُفَرِّدُوْنَ کون لوگ ہیں؟

لہٰذا حدیث میں آتا ہے سَبَقَ الْمُفَرِّدُوْنَ،[۸] مُفَرِّدُوْنَ یعنی عَاشِقُوْنَ بازی لے گئے، وہ لوگ جو عاشقانہ ذکر کرتے ہیں، مُفَرِّدُوْنَ کا ترجمہ عاشقون حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہے۔ پھر میں نے ملّا علی قاری کی مرقاۃ شرح مشکوٰۃ دیکھی کہ مُفَرِّدُوْنَ کی انہوں نے کیا شرح کی ہے؟ ملّا علی قاری فرماتے ہیں کہ مُفَرِّدُوْنَ سے مراد اللہ تعالیٰ کے عاشقوں کا وہ طبقہ ہے:

لَا لَذَّةَ لَهُمْ اِلَّا بِذِكْرِهٖ وَلَا نِعْمَةَ لَهُمْ اِلَّا بِشُكْرِهٖ[۹]

جن کو دنیا میں کہیں مزہ نہ آئے سوائے اللہ کے نام کے۔ بیوی بچے، کھانا پینا، تجارت، مکان

---

۸ جامع الترمذی: ۲/۲۰۰، باب من ابواب جامع الدعوات، ایچ ایم سعید-
شعب الایمان للبیھقی: ۱/۳۸۹، فصل فی ادامۃ ذکر اللہ تعالٰی، مطبوعۃ بیروت

۹ مرقاۃ المفاتیح: ۵/۵۰، باب ذکر اللہ تعالٰی والتقرب الیہ، المکتبۃ الامدادیۃ، ملتان

www.khanqah.org

انہیں جب اچھا معلوم ہوتا ہے جب پہلے اللہ کا نام لے لیتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کے بعد ان کو دنیاوی نعمت میں لذت ملتی ہے اور کوئی نعمت انہیں نعمت نہیں معلوم ہوتی مگر جب اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرلیتے ہیں۔

شیخ محی الدین ابو زکریا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مسلم میں اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے ایک دوسری روایت نقل کی ہے کہ **مُفَرِّدُوْنَ** کے معنیٰ ہیں کہ جو حالتِ ذکر میں وجد میں آجائیں **اَلَّذِیْنَ اھْتَزُّوْا فِیْ ذِکْرِ اللہِ** اہتزاز کے کیا معنیٰ ہیں؟ جب بارش ہوتی ہے تو زمین پھولتی ہے، حرکت میں آجاتی ہے، تو معنیٰ یہ ہوئے کہ یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ کے نام سے ان میں حرکت پیدا ہوجاتی ہے، جھوم جاتے ہیں **اَیْ لَھِجُوْا بِہٖ**[۱۰] یعنی خدا پر عاشق ہوجاتے ہیں۔ میں جب ہردوئی گیا تو حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم کی خدمت میں بہت مزہ آیا، اللہ والوں کی معیت بہت پُر کیف ہوتی ہے۔ میں نے حضرت والا سے عرض کیا کہ حضرت کی خدمت میں بہت مزہ آرہا ہے کیوں کہ اس چوکھٹ سے بڑھ کر کس کا دروازہ ہوسکتا ہے جس سے اللہ مل جائے اور اپنا ایک شعر عرض کیا ؎

مزہ دل میں آئے تو بس جھوم جائے
اور اس آستاں کی زمیں چوم جائے

تو حضرتِ والا نے فرمایا کہ مگر جلدی نہ گھوم جائے۔

شیخ کی صحبت میں معتد بہ مدت رہنا چاہیے

یعنی شیخ کے پاس سے جلدی نہ بھاگنا چاہیے کیوں کہ ایک رنگ ریز سے ایک آدمی نے کہا کہ میری چادر رنگ دو تو اس نے کہا کہ رنگنے کے لیے بہتّر گھنٹے چاہییں۔ کہا کہ نہیں ہماری تو کل شام کو ریل ہے، تم ہمیں کل دے دو۔ رنگ ریز نے کہا کہ کل میں دے تو دوں گا لیکن ضمانت نہیں دے سکتا کہ اس کا رنگ پکا رہے گا۔ اسی طرح جو لوگ قبل از وقت شیخ کی صحبت سے بھاگ جاتے ہیں ان کا رنگ بھی کچا رہتا ہے، دوسرے ماحول سے متأثر ہوجاتے ہیں

---

[۱۰] شرح مسلم للنووی: ۴/۱۷، باب الحث علیٰ ذکر اللہ تعالیٰ، دار احیاء التراث، بیروت

اور اگر نسبت مع اللہ پختہ ہو جائے تو وہ لوگ ماحول کو بدل دیتے ہیں ؎

جہاں جاتے ہیں ہم تیرا فسانہ چھیڑ دیتے ہیں
کوئی محفل ہو تیرا رنگِ محفل دیکھ لیتے ہیں

خیر جگر صاحب نے جو شعر کہا ہے آہ! اسے پڑھ کر مجھے اتنا مزہ آتا ہے کہ بیان نہیں کر سکتا اور ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کو بھی مزہ آئے گا۔ جگر صاحب نے آئینہ میں جب اپنی داڑھی دیکھی تو یہ شعر کہا ؎

چلو دیکھ آئیں تماشا جگر کا
سنا ہے وہ کافر مسلمان ہو گا

ارے دوستو! کیا غضب کا شعر کہا اس ظالم نے۔ کیا پیارا شعر ہے۔ یہاں کافر کے معنیٰ محبوب کے ہیں جیسے محبوبوں کو ظالم کہتے ہیں، کافر ادا کہتے ہیں۔ یہاں کافر سے مراد یہ ہے کہ جگر کتنا پیارا لگ رہا ہے داڑھی رکھ کر۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی برکت ہے۔ تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ جس سے محبت کرتا ہے اس کو ہر ذرۂ کائنات سے ہدایت ملتی ہے اور جس کو خدا مردود کرے بوجہ اس کی شامتِ عمل کے وہ مسجدوں میں، خانقاہوں میں حتیٰ کہ بیت اللہ میں بھی مقبول نہیں ہو سکتا ؎

کعبہ میں پیدا کرے زندیق کو

ابو جہل کو کہاں پیدا کیا؟ ماں حاملہ تھی، طواف کر رہی تھی، کعبہ میں ابو جہل پیدا ہوا ؎

لاوے بت خانہ سے وہ صدیق کو

اور ابو بکر صدیق کو کہاں سے لائے؟ بت خانہ سے۔ ان کے والد بت پرست تھے۔ ابو بکر کو کفر کے خاندان میں پیدا کر کے صدیق بنا رہے ہیں۔ بعد میں ان کے والد کو بھی اللہ تعالیٰ نے ایمان عطا فرمایا۔ یہ وہ خاندان ہے کہ چار پشت اس کی صحابی ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ صحابی، ان کے والد صحابی، ان کے بیٹے صحابی اور پوتے صحابی۔ کفر کے گھر میں پیدا ہونے والا صدیق ہو رہا ہے اور کعبہ میں پیدا ہونے والا مردود ہو رہا ہے ؎

زادۂ آزر خلیل اللہ ہو

www.khanqah.org

آزر بت پرست وبت فروش کا بیٹا خلیل اللہ ہو رہا ہے۔

اور کنعاں نوح کا گمراہ ہو

اور حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا گمراہ ہو رہا ہے۔ کافر باپ کا بیٹا ابراہیم خلیل اللہ ہو رہا ہے اور پیغمبر کا بیٹا کافر ہو رہا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے کرشمے ہیں۔

اہلیہ لوطِ نبی ہو کافرہ

ایک پیغمبر کی بیوی کافرہ ہے۔

زوجۂ فرعون ہووے طاہرہ

اور فرعون کی بیوی حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لاکر صحابیہ ہو رہی ہے۔

غیر کو اپنا کرے اپنے کو غیر
دیر کو مسجد کرے مسجد کو دیر

فہم سے بالا خدائی ہے تری
عقل سے برتر خدائی ہے تری

اللہ تعالیٰ کی بے نیازی سے ڈرتا رہے۔ ایسا نہ ہو کہ گناہوں پر مستقل جرأت سے عذاب نازل ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ جتنے حلیم ہیں، اتنی ہی غیر محدود ان کی صفتِ انتقام بھی ہے۔ حضرت حکیم الامت کا ارشاد ہے کہ مومن کی وہ گھڑی بڑی منحوس، بڑی لعنتی ہے جس گھڑی میں وہ اللہ کی نافرمانی کرتا ہے، مثلاً کسی نامحرم عورت کو دیکھتا ہے، اپنی حلال بیوی کو چھوڑ کر کسی کے حسن حرام پر نظر ڈالتا ہے، اگر کہیں اچانک نظر پڑ بھی جائے اور اللہ تعالیٰ فہم سلیم دے تو فوراً نظر ہٹا کر یہ کہے گا کہ میری بیوی سے بڑھ کر دنیا میں کوئی حسین نہیں ہے، پوری کائنات میں اس کا مثل نہیں ہے۔

محبت کا ایک بلند مقام

دلیل اس کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں جوڑا مقدر ہے۔ لہٰذا یہ بیوی جو میرے گھر میں ہے اللہ تعالیٰ کے دستِ کرم سے عطا ہوئی ہے اور جو نعمت ان کا دستِ کرم عطا کرے اس سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ہو سکتی۔ یہ محبت کا مقام عرض کر رہا ہوں۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ

www.khanqah.org

علیہ مجنوں کا واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ لیلیٰ کی گلی کے کتے کو دیکھ کر مجنوں نے کہا ؎

این طلسمے بستہ مولیٰ ست من
پاسبان کوچۂ لیلیٰ ست من

ارے دیکھو تو سہی میری لیلیٰ کی گلی کا پاسبان، یہ کتا کتنا پیارا ہے! ارے یہ تو ایک جادو ہے میرے مولیٰ کا بنایا ہوا ؎

آں سگے کو گشت در کویش مقیم

جو کتا میری لیلیٰ کی گلی میں مقیم ہے ؎

خاک پایش بہ ز شیرانِ عظیم

اس کے پاؤں کی خاک بڑے بڑے شیروں سے بہتر ہے ؎

آں سگے کو باشد اندر کوئے او

لیلیٰ کی گلی میں جو کتا رہتا ہے ؎

من بہ شیراں کے دہم یک موئے او

میں شیروں کو اس کا ایک بال بھی نہیں دے سکتا ؎

اے کہ شیراں مر سگانش را غلام

اے دنیا والو! بہت سے شیر محبوب کے کتے کے غلام بن چکے ہیں ؎

گفتن امکاں نیست خامش والسلام

مگر آپ ہماری یہ باتیں نہیں سمجھ سکتے اس لیے نہ سمجھنے والوں کو بس میں سلام کرتا ہوں۔ مولانا کا مطلب یہ ہے کہ نسبت بہت بڑی چیز ہے، حرم کا اگر ایک کتا بھی آجائے تو اس کی قدر کرو، سوچو کہ کہاں سے آیا ہے۔ ان قصوں سے مولانا رومی کا مقصد لیلیٰ مجنوں نہیں ہے، ان کا مقصد اللہ و رسول کی محبت کے آداب سکھانا ہے۔

مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی شانِ محبت

جس وقت تھانہ بھون سے سڑک پر جھاڑو لگانے والا ایک ہندو بھنگی نانوتہ گیا تو مولانا

قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ کہاں سے آئے ہو؟ اس نے کہا کہ تھانہ بھون سے۔ مولانا نے چارپائی منگائی، چادر لگائی، تکیہ لگایا اور کہا کہ لیٹو، آرام کرو اور آلو پوری منگائی اور خوب کھلایا۔ کسی نے کہا کہ حضرت ایک بھنگی کی آپ اتنی عزت کررہے ہیں تو فرمایا کہ تمہاری نظر تو بھنگی پر ہے لیکن میری نظر میں تو یہ ہے کہ میرے شیخ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شہر سے آیا ہے۔

آپ بتائیے کہ مدینہ پاک سے کوئی یہاں آجائے تو کیا آپ کا دل خوش نہیں ہوگا؟ کیا آپ اس کا اکرام نہیں کریں گے؟ کیا اس پر جان و دل قربان نہیں کریں گے؟ یہ محبت کی بات ہے۔

لہٰذا جو نعمت اللہ تعالیٰ نے اپنے دستِ کرم سے عطا فرمائی اس کو سب سے زیادہ عزیز رکھیے۔ جو بیوی اللہ تعالیٰ نے دی ہے اس کو سمجھیے کہ تمام دنیا کی عورتوں سے زیادہ حسین ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ کے دست کرم سے، ان کی مشیت سے ملی ہے۔

سبق بندگی

دیکھیے! خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک غلام خریدا جو صاحبِ نسبت تھا، ولی اللہ تھا۔ اس سے پوچھا کہ اے غلام! تیرا کیا نام ہے؟ اس نے کہا حضور! غلاموں کا کوئی نام نہیں ہوتا، مالک جس نام سے پکارلے وہی اس کا نام ہوتا ہے۔ دیکھیے وہ ولی اللہ یہ آداب سکھارہا ہے خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو جنہوں نے ایک سو بیس صحابہ کی زیارت کی تھی۔ پھر پوچھا کہ تو کیا کھانا پسند کرتا ہے؟ اس غلام نے کہا کہ حضور! غلاموں کا کوئی کھانا نہیں ہوتا، مالک جو کھلادے وہی اس کا کھانا ہوتا ہے۔ پھر پوچھا کہ تو کون سا لباس پسند کرتا ہے؟ اس نے کہا کہ حضور! غلاموں کا کوئی لباس نہیں ہوتا، مالک جو پہنادے وہی اس کا لباس ہوتا ہے۔ خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ بے ہوش ہوگئے۔ جب ہوش میں آئے تو فرمایا کہ میں نے تجھ کو آزاد کیا۔ اس غلام نے کہا کہ جزاک اللہ لیکن یہ تو بتائیے کہ کس خوشی میں آپ نے مجھے آزاد کیا ہے؟ فرمایا کہ تو نے مجھے اللہ تعالیٰ کی بندگی سکھادی۔ جو کھلادیں کھالو، جو پہنادیں پہن لو، جو بیوی عطا فرمائی اس پر راضی رہو۔

www.khanqah.org

اپنی بیویوں کو حقیر نہ سمجھیے

جنت میں یہ بیویاں حوروں سے زیادہ حسین کر دی جائیں گی کیوں کہ انہوں نے نماز روزہ کیا ہے، حوروں نے نہیں کیا، اس لیے اللہ اپنی عبادت کا نور ان کے چہروں پر ڈال دے گا جس کی وجہ سے یہ جنت میں حوروں سے زیادہ حسین ہوں گی۔ تفسیر روح المعانی میں حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت منقول ہے۔[۱۱] لہٰذا اپنی بیویوں کو حقیر نہ سمجھیے۔ چند دن کے لیے یہ ہمارے پاس ہیں، ان کی شان جنت میں دیکھنا، اور سڑک والیوں کو مت دیکھیے۔

کوئی دیکھتا ہے تجھے آسماں سے

سوقیانہ مزاج نہ بنائیے، بازار کی لڑکیوں کو راستہ چلتے تاک جھانک کرنا یہ بازاری مزاج ہے، یہ شریف لوگ نہیں ہیں، یہ غیر شریفانہ حرکت ہے۔ اللہ دیکھ رہا ہے پھر بھی یہ جرأت! میرا شعر ہے ؎

جو کرتا ہے تو چھپ کے اہلِ جہاں سے
کوئی دیکھتا ہے تجھے آسماں سے

دنیا میں کوئی ذرّہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر نہیں ہل سکتا۔ تو پھر کیا بغیر حکم الٰہی کے آپ کو یہ بیوی مل سکتی تھی؟ لہٰذا سمجھ لیجیے کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی سے ملی ہے۔

بزرگ شاعر فرماتے ہیں ؎

بہارِ من خزاں صورتِ گل من شکل خار آمد
چو از ایمائے یار آمد ہمی گیرم بہار آمد

میری بہار خزاں کی شکل میں آئی ہے، میرا پھول کانٹے کی شکل میں آیا ہے لیکن چوں کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی سے آیا ہے اس لیے میں نے یہی سمجھا ہے کہ وہ بہار ہے۔

---

[۱۱] روح المعانی: ۱۲۶/۲۷، دار احیاء التراث، بیروت

www.khanqah.org

بے حیائی سے بچنے کا واحد راستہ

لٰہذا یقین کیجیے کہ اللہ نے جو حلال کی بیوی دی ہے اس سے بڑھ کر دنیا میں کوئی حسین نہیں۔ کس دستِ کرم سے عطا ہوئی ہے اس نسبت کا خیال رکھیے۔ ری یونین کی سڑکوں پر پھرتی ہوئی ننگی عورتوں سے بچنے کا واحد راستہ یہی ہے کہ یہ دھیان دل میں جم جائے، اللہ تعالیٰ سے نسبت قائم ہو جائے، نگاہ بدل لیجیے، آسمان پر دیکھیے کہ مجھے جو ملی ہے اللہ نے عطا فرمائی ہے۔ مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ۔ اس قناعت پر اللہ تعالیٰ کتنے خوش ہوں گے۔ اگر آپ کی بیٹی کم حسین ہو اور مزاج کی بھی تیز ہو اور داماد زیادہ حسین ہو تو آپ کیا چاہیں گے کہ داماد اس کی پٹائی کرے اور مار مار کر اس کو ٹیڑھا کر دے؟ یا یہ چاہیں گے کہ اس کو آرام سے رکھے۔ اگر وہ اخلاق سے پیش آتا ہے اور آپ کی بیٹی کی تلخیوں کو برداشت کرتا ہے اور اس کے حسن کی کمی کی بھی شکایت نہیں کرتا تو آپ کیا چاہیں گے کہ اس داماد کو کیا ہدیہ پیش کر دوں، کون سی جائیداد اس کے نام لکھ دوں اور کہیں گے کہ یہ تو ولی اللہ ہے اور آپ کے دل میں سب سے زیادہ وہ محبوب ہو گا۔ اللہ تعالیٰ بھی ایسے لوگوں کو اپنا ولی بنالیتے ہیں، جو اپنی بیویوں کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آتے ہیں۔ جس زمین والے نے اپنی بیوی کی تلخ مزاجی، بداخلاقی یا حسن کی کمی کو برداشت کیا اور اچھے اخلاق سے پیش آیا تو اس آسمان والے نے اس کو اتنا نوازا کہ رشکِ آسمان اس کو قرب عطا فرمایا۔

بیوی سے حسن سلوک کی بدولت ولایتِ علیا کا حصول

حضرت شاہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی بیوی بڑی تلخ مزاج تھی۔ ایک شخص خراسان سے شاہ صاحب سے بیعت ہونے کے لیے آیا اور گھر میں پوچھا کہ حضرت کہاں ہیں؟ بیوی نے وہ سنائیں کہ کیا حضرت حضرت کرتا ہے، رات دن تو میں ان کے ساتھ رہتی ہوں، وہ تو بڑے ''حضرت'' ہیں۔ محاورہ میں کہتے ہیں کہ ان سے ذرا ہوشیار رہنا یہ بڑے حضرت ہیں یعنی چکر باز ہیں۔ وہ بے چارہ رونے لگا۔ محلہ والوں سے کہا کہ ہزاروں میل چل کر آیا ہوں اور بیوی بتا رہی ہے کہ وہ بزرگ ہی نہیں ہیں۔ تو لوگوں نے کہا کہ بے وقوف! بیوی کی سند مت لے، بیوی شاید ہی کسی کو سند دے، جا جنگل میں جا کر ان کی کرامت دیکھ۔ جنگل گیا تو دیکھا کہ شیر پر بیٹھ کر چلے آرہے ہیں۔ حضرت شاہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ سمجھ گئے کہ یہ گھر سے

بیوی کی جلی کٹی سن کر آرہا ہے۔ فرمایا کہ اس بیوی کی تلخ مزاجی کو جو برداشت کر رہا ہوں اسی کی برکت سے یہ شیر نر میری بے گاری کر رہا ہے۔ اللہ نے مجھ کو اس کی برکت سے یہ کرامت دی ہے کہ میں اللہ کی بندی سمجھ کر اس کے ساتھ زندگی پار کر رہا ہوں۔ اگر میں اسے طلاق دیتا ہوں تو میرے کسی اور مسلمان بھائی کو ستائے گی۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کی بندی سمجھ کر اس سے نباہ کر رہا ہوں، میں اس کو بیوی کم سمجھتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کی بندی زیادہ سمجھ کر اس کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آتا ہوں۔ اس کے بعد مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے جو شعر لکھا ہے، آہ! میرے شیخ شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب مجھ کو مثنوی پڑھاتے تھے تو بڑے درد سے پڑھتے تھے۔ میری مثنوی کی سند بھی سن لیجیے۔ میں نے مثنوی پڑھی مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ سے، حضرت نے پڑھی حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے، حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ العرب و العجم حضرت حاجی امداد اللہ صاحب سے پڑھی۔ مثنوی کی جو میری شرح ہے وہ ان ہی بزرگوں کا فیض ہے۔ اس وقت حضرت مثنوی کا یہ شعر پڑھتے تھے کہ شاہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ؎

گر نہ صبرم می کشیدے بارِ زن
کے کشیدے شیر نر بے گارِ من

اگر میرا صبر اس عورت کی ایذاؤں کو برداشت نہ کرتا تو بھلا یہ شیر نر میری بیگاری کرتا کہ میں اس کی پیٹھ پر بیٹھا ہوا ہوں اور لکڑیاں بھی لادے ہوئے ہوں۔ یہ کرامت اس عورت کی تکلیفوں پر صبر کرنے سے اللہ نے مجھے دی ہے۔

واقعہ حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ کو الہام ہوا کہ اے مظہر جانِ جاناں (رحمۃ اللہ علیہ)! دلّی میں ایک عورت ہے، نمازی بھی ہے، تلاوت بھی بہت کرتی ہے مگر کٹکھنی ہے کٹکھنی، غصہ کی تیز، زبان کی تیز، اس سے شادی کرلو کیوں کہ تمہارا مزاج بہت نازک ہے، بادشاہ نے صراحی پر پیالہ ترچھا رکھ دیا تو تمہارے سر میں درد ہو گیا اور رضائی کے دھاگے اگر ٹیڑھے ہوئے تو تمہارے سر میں درد ہو گیا، دہلی کی جامع مسجد جاتے ہوئے اگر راستے میں کسی کی

چارپائی ٹیڑھی پڑی ہوئی دیکھتے ہو تو تمہارے سر میں درد ہو جاتا ہے۔ جب تم اتنے نازک مزاج ہو تو اس نزاکت کو دور کرنے کے لیے اب علاجاً تم اس عورت سے شادی کرو۔ میں تمہیں نوازدوں گا اور تمہارا ڈنکا سارے عالم میں پٹوادوں گا۔ حضرت جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ نکاح کر کے لے آئے۔ اب صبح وشام کھارہے ہیں کریلا نیم چڑھا۔ ایک دن ایک کابلی کھانا لینے گیا کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا کھانا دے دو۔ کہنے لگیں کہ ارے کیا حضرت حضرت کرتے ہو، خوب سنائیں حضرت کو۔ پٹھان نے چھرا نکال لیا لیکن تھوڑی دیر میں عقل آگئی کہ ارے تم ہمارے شیخ کا بی بی ہے، نہیں تو ابھی ہم تم کو چھرا مار دیتا۔ لیکن جاکر حضرت سے کہا کہ حضرت! آپ نے کیسی عورت سے شادی کی؟ فرمایا کہ اسی صبر کی برکت سے یہ میرا ڈنکا پٹ رہا ہے۔ ان ہی کے سلسلہ میں یعنی ان کے خلیفہ کے خلیفہ کے ہاتھ پر علامہ شامی ابنِ عابدین رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ آلوسی سید محمود بغدادی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح المعانی کے مصنف بیعت ہوئے۔ حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ شاہ غلام علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے اور ان کے خلیفہ مولانا خالد کردی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ یہ دونوں ان ہی کے ہاتھ پر بیعت ہوئے۔ سارے عالم میں ڈنکا پٹ گیا۔

خیر بات تو یہ چل رہی تھی کہ میں کار میں شیخ کے ساتھ جدہ سے مکہ مکرمہ جارہا تھا۔ اصل میں میں مقرر نہیں ہوں، چالیس سال تک میں نے کوئی تقریر نہیں کی، گونگا تھا بول نہیں سکتا تھا، مجبور تھا، تقریر کرنا نہیں آتی تھی، جب ساتھی لوگ تقریر کرتے تھے میں ان کا منہ دیکھا کرتا تھا، حسرت ہوتی تھی، چالیس سال کے بعد میرے شیخ کی کرامت سے مجھے گویائی نصیب ہوئی۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے مفید بولنا نصیب فرمائے جو میرے لیے اور اُمت کے لیے مفید ہو، آمین۔

ذکر اللہ سے حصولِ اطمینانِ قلب کی عجیب تمثیل اور ایک علم عظیم

تو جب اس کار کے شیشے کو چڑھایا تب جاکر کار ٹھنڈی ہوئی۔ اس وقت حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا کہ ایک علم عظیم عطا ہوا کہ جو لوگ اپنے دل میں ذکر اللہ کا ایئر کنڈیشن تو چلا رہے ہیں لیکن آنکھوں کا شیشہ نہیں چڑھاتے، کانوں کا

شیشہ نہیں چڑھاتے یعنی قوتِ باصرہ، قوتِ سامعہ، قوتِ شامہ، قوتِ ذائقہ، قوتِ لامسہ ان حواسِ خمسہ پر تقویٰ کا شیشہ نہیں چڑھاتے، ان کے دل میں وہ چین نہیں جو اولیاء اللہ کے دلوں کو ذکرِ کامل سے ملتا ہے۔

ذکر اللہ کا نفع کامل تقویٰ پر موقوف ہے

ذکر اللہ کے ایئرکنڈیشن سے چین وسکون واطمینان کی جو ٹھنڈک دل کو ملتی ہے اس سے یہ ظالم محروم ہیں۔ فرمایا کہ جس دن تقویٰ کا یہ شیشہ حواسِ خمسہ پر چڑھ جائے گا یعنی گناہ چھوٹ جائیں گے اس دن منہ سے ایک مرتبہ اللہ جب نکلے گا تو زمین سے آسمان تک ایئرکنڈیشن بن جائے گا اور دل کو سکونِ کامل نصیب ہو جائے گا۔ بتایئے کتنا بڑا علم ہے؟ دیکھیے! نئی موٹر تھی۔ نیا ایئرکنڈیشن مگر شیشہ کھلنے سے ایئرکنڈیشن کا نفع کامل نہیں ہوا۔ اسی طرح ذکر اللہ کے ساتھ اگر کوئی گناہ بھی کرتا ہے تو گویا وہ کھڑکی کا شیشہ کھول دیتا ہے جس سے گرمی اندر آنے لگتی ہے اور دل میں کامل سکون حاصل نہیں ہو سکتا۔

لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اگر فی الحال کسی سے گناہ نہیں چھوٹ رہے تو وہ تنگ آکر ذکر ہی چھوڑ دے، ہرگز ایسا نہ کرے، اگر گناہ نہیں چھوٹتے تو ذکر اللہ بھی نہ چھوڑے، ایک دن یہ ذکر اس سے گناہ چھڑا دے گا۔ ایک تہجد گزار چور تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ فلاں شخص تہجد بھی پڑھتا ہے اور چوری بھی کرتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ اس کی نماز اس کی چوری پر غالب آجائے گی۔ لہٰذا جو لوگ اللہ کا ذکر کر رہے ہیں گناہوں کو چھوڑنے کی پوری کوشش کریں تاکہ ذکر اللہ کے ایئرکنڈیشن کا پورا مزہ حاصل ہو لیکن جب تک گناہ نہ چھوٹیں تو نیک کام بھی نہ چھوڑیے، اگر بُرائی نہیں چھوٹتی تو بھلائی بھی مت چھوڑیے، ذکر وعبادت کیے جایئے ان شاء اللہ ایک دن اس کی برکت سے گناہ چھوٹ جائیں گے، بشرطیکہ اخلاص کے ساتھ گناہ چھوڑنے کی پوری کوشش کریں اور اس کی تدابیر بھی کریں یعنی شیخ یا مصلح کو اطلاع کرتے رہیں کہ باوجود ذکر کے، اشراق وتہجد کے ایک گناہ میں مبتلا ہوں مثلاً کسی عورت کو دیکھے بغیر نہیں رہتا، مجال نہیں کہ کوئی عورت گزرے اور میں اس کو نہ دیکھوں۔ شیخ علاج بھی بتائے گا اور اللہ سے روئے گا بھی۔ اس کی دُعا کی برکت سے ان شاء اللہ ایک دن توبہ نصیب ہو جائے گی۔

www.khanqah.org

ولایت کی بنیاد تقویٰ ہے

بہر حال حضرتِ والا کے ارشاد سے ہم لوگوں کو ایک سبق مل گیا کہ ذکر اللہ کے ساتھ تقویٰ اختیار کرو، ولایت کی بنیاد نوافل پر نہیں ہے۔ اگر ایک شخص کوئی نفل نہیں پڑھتا صرف فرائض، واجبات و سنتِ مؤکدہ ادا کرتا ہے لیکن ایک گناہ بھی نہیں کرتا یہ اللہ تعالیٰ کا ولی ہے اور اس کی دلیل قرآنِ پاک کی آیت میں ہے اِنْ اَوْلِیَآؤُہٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ[۱۲] اللہ تعالیٰ کے ولی کون ہیں؟ متقی بندے ہیں۔

گناہ پر اصرار کرنے والا ولی اللہ نہیں ہو سکتا

اور جو شخص رات بھر تہجد پڑھتا ہے، دن بھر تلاوت کرتا ہے، ہر سال حج و عمرہ کرتا ہے لیکن کسی عورت کو دیکھنے سے باز نہیں آتا، بد نظری کرتا ہے، گانا سنتا ہے، غیبت کرتا ہے، یہ شخص ولی اللہ نہیں ہو سکتا باوجود حج و عمرہ کے، باوجود تہجد کے یہ فاسق ہے۔ جو گناہ کرتا ہے شریعت میں وہ فاسق ہے اور فسق و ولایت جمع نہیں ہو سکتی۔ ایک شخص جو فرض، واجب، سنتِ مؤکدہ ادا کرتا ہے لیکن ہر وقت باخدا ہے، کسی وقت گناہ نہیں کرتا یہ متقی ہے، ولی اللہ ہے۔ یہ اور بات ہے کہ جو ولی اللہ ہیں وہ نوافل ضرور پڑھتے ہیں، وہ تو ہر وقت اللہ کی یاد میں بے چین رہتے ہیں، بغیر اللہ کے ذکر کے ان کو چین ہی نہیں ملتا۔ علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جن کو ذکر اللہ کا مزہ مل گیا وہ سر سے پیر تک ذکر میں غرق ہے۔ کسی اعضا سے وہ گناہ نہیں ہونے دیتے کیوں کہ ذکر کا حاصل ترکِ معصیت ہے۔

ذکر مثبت اور ذکر منفی

اللہ تعالیٰ کی یاد کی دو قسمیں ہیں: نمبر ایک ''یادِ مثبت'' یعنی امتثالِ اوامر، نمبر دو ''یادِ منفی'' یعنی ترکِ نواہی۔ اگر ہم احکام کو بجالاتے ہیں تو یہ ذکر مثبت ہے جیسے نماز کا وقت آگیا تو نماز ادا کرلی، اور گناہ چھوڑنا یہ ذکر منفی ہے جیسے نامحرم عورت سامنے آگئی تو نظر بچالی،

۱۲؎ الانفال:۳۴

www.khanqah.org

اور اس وقت اللہ تعالیٰ سے سودا کرلیں کہ اے اللہ! بصارت کی حلاوت یعنی آنکھوں کی مٹھاس تو میں نے آپ کو دے دی، اب آپ مجھے حلاوتِ ایمانی یعنی ایمان کی مٹھاس عطا فرمادیجیے۔ اپنا ایک اُردو شعر یاد آیا ؎

جب آگئے وہ سامنے نابینا بن گئے
جب ہٹ گئے وہ سامنے سے بینا بن گئے

نابینا کیسے بنیں؟ یعنی نظریں جھکالو جب کوئی نامناسب شکل سامنے آئے، لیکن موٹر چلانے والا نابینا نہ بنے، اس کے لیے معافی ہے، بس وہ سامنے نظر رکھے اِدھر اُدھر نہ دیکھے، پھر بھی نفس حاشیہ نگاہ سے اور زاویہ نگاہ سے کچھ چرائے گا، اس کی ان شاء اللہ تعالیٰ معافی ہوجائے گی، توبہ کرلے کہ اے اللہ! میں نے نظر کو سامنے رکھا، قصداً نظر نہیں ڈالی لیکن پھر بھی میرے نفس نے جو حرام مال چرایا ہو میرے مستلذاتِ محرمہ مسروقہ کو آپ معاف فرمادیجیے یعنی حرام لذت کی چوری کا مال جو نفس نے حاصل کیا ہو آپ اس کو معاف کردیجیے کیوں کہ اس وقت اس پر اختیار نہیں تھا، اگر نظر جھکاتا تو تصادم ہوجاتا۔ حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر کوئی واقعی سچا اللہ والا ہے لیکن کمزور ہے اور تسبیح پڑھتا ہوا جارہا ہے کہ ایک حسین تگڑی عورت نے اس کو بُری نیت سے دیکھا اور لپٹ گئی اور اس کو پٹخ دیا۔ یہ مفروضہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرمارہے ہیں اصلاحِ اُمت کے لیے، اور اس کے سینے پر بیٹھ گئی اور کہا اے ملّا! تم بہت نظر بچاتے ہو اور پوری طاقت سے اس کی آنکھیں کھول کر کہا کہ اب دیکھ مجھے، دیکھتی ہوں کہ اب کیسے نہیں دیکھے گا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر وہ صاحبِ نسبت ہے تو اپنی شعاعِ بصریہ پر اللہ تعالیٰ کی عظمت کو غالب رکھے گا اور اچٹی پچٹی سطحی نظر جو غیر اختیاری ہے ڈالے گا، باریک نظر نہیں ڈالے گا۔ یہ باتیں کون بیان کرسکتا ہے؟ ایسی باتیں اللہ تعالیٰ کے بڑے اولیاء بیان کرتے ہیں جو اس راستے سے گزرے ہوئے ہیں جن کو ایسا ایمان حاصل ہے۔

غرض اللہ تعالیٰ کے قرب وولایت کی بنیاد تقویٰ یعنی گناہوں کو چھوڑنا ہے۔ بتایئے ایئر کنڈیشن والے قصہ سے یہ سبق ملا کہ نہیں؟ یہ نصیحت ملی کہ نہیں؟ اور نصیحت بھی کس کی

ہے؟ حضرت حکیم الامت مجدد الملت کے آخری خلیفہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب کی ہے جن کے متعلق ان کے استاد حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اور یہ بات کتاب مشاہیر علماء مظاہر العلوم میں چھپی ہوئی ہے کہ مولانا ابرار الحق صاحب جب مجھ سے ابو داؤد شریف پڑھتے تھے اسی وقت سے یہ صاحبِ نسبت ہیں۔ حضرت نے کیا عمدہ نصیحت فرمائی کہ دیکھو ایئر کنڈیشن کا فائدہ جب ہوا جب شیشہ چڑھایا گیا۔ کار میں چار شیشے ہوتے ہیں لیکن انسان میں پانچ شیشے ہیں۔ قوتِ باصرہ (دیکھنے کی قوت)، قوتِ سامعہ (سننے کی قوت)، قوتِ شامہ (سونگھنے کی قوت)، قوتِ ذائقہ (چکھنے کی قوت)، قوتِ لامسہ (چھونے کی قوت)۔ اللہ کے ذکر کا پورا فائدہ جب ملے گا جب ان پانچوں راستوں پر اللہ کے خوف کا شیشہ چڑھالو گے یعنی جب ان پانچوں قوتوں سے کوئی کام اللہ کی مرضی کے خلاف نہ ہو تو سمجھ لو کہ تقویٰ کا شیشہ چڑھ گیا۔ پھر جب اللہ کا ذکر کروگے، پھر ایک اللہ جب منہ سے نکلے گا تو اتنا مزہ آئے گا کہ جنت سے زیادہ۔ اللہ کا نام لینے میں وہ شخص دنیا کی زمین پر جنت سے زیادہ مزہ پائے گا جو تقویٰ اختیار کرتا ہے۔ دلیل کیا ہے؟

ذکر اللہ کی لذت کا کوئی ہمسر نہیں

دلیل یہ ہے کہ جنت مخلوق ہے، حادث ہے اور اللہ تعالیٰ قدیم ہیں اور واجب الوجود ہیں۔ کیا خالق کی لذت کو مخلوق پاسکتی ہے؟ جنت خالق نہیں ہے مخلوق ہے۔ تو اللہ کے نام کی مٹھاس اور لذت کو مخلوق کیسے پائے گی؟ جبکہ خود فرمارہے ہیں وَلَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ[۱۳] نکرہ تحت النفی واقع ہورہا ہے جو فائدہ عموم کا دیتا ہے یعنی اللہ کا کوئی ہمسر نہیں تو پھر اللہ کے نام کی لذت کا کیسے کوئی ہمسر ہوسکتا ہے؟ میرا ایک اُردو شعر ہے ؎

اللہ اللہ کیسا پیارا نام ہے

عاشقوں کا مینا اور جام ہے

۱۳؎ الاخلاص:۴

علم کے نفع لازمی و متعدی کی ایک تمثیل

اب دوسرا واقعہ سنیے جب مکہ شریف تین میل رہ گیا تو وہی موٹر جس میں میں شیخ کے ساتھ سفر کررہا تھا ایک پیٹرول پمپ پر پیٹرول لینے کے لیے صاحبِ کار نے روکی۔ اتنے میں ایک ٹینکر آیا جس پر دس بارہ ہزار گیلن پیٹرول لدا ہوا تھا۔ اس کے ڈرائیور نے بھی کہا کہ میرے ٹینکر میں پیٹرول ڈال دو کیوں کہ انجن میں پیٹرول نہیں جارہا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ ایک دوسرا سبق حاصل کرو۔ جو علماء اپنے باطن کو منور نہیں کرتے، اللہ والوں کی صحبت سے اللہ تعالیٰ کا خوف، اللہ کی خشیت، اللہ تعالیٰ کی محبت کا پیٹرول اپنے قلب کے انجن میں حاصل نہیں کرتے ان کا علم ان کی پیٹھ کے اوپر رکھا ہوا ہے چاہے دس ہزار گیلن ہو، نہ خود اس سے فائدہ اُٹھاسکتے ہیں نہ دوسروں کو فائدہ پہنچاسکتے ہیں، جس طرح ٹرک اور ٹینکر چل ہی نہیں سکتا جب انجن ہی میں پیٹرول نہ ہو، اسی طرح اپنے علم پر عمل کی توفیق نہیں ہوسکتی اگر دل میں اللہ کی محبت و خشیت نہیں ۔

علم چوں بر تن زنی مارے بود

جو علم کو دنیا کے عیش اور تن پرستی کے لیے حاصل کرتا ہے وہ علم اس کے لیے سانپ ہے۔

علم چوں بر دل زنی یارے بود

اور علم کا اثر اگر دل میں حاصل کرلو یعنی خشیت و محبت، دل اللہ والا ہوجائے تو پھر یہ علم مفید ہے۔

دوستو! پہلے دل اللہ والا بنتا ہے تب جسم اللہ والا بنتا ہے۔ پہلے دل صاحبِ نسبت ہوتا ہے پھر اس کا اثر سارے جسم پر ہوتا ہے اور وہ کسی طرح سے گناہ نہیں کرتا۔

علاماتِ ولایت

ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں کہ اللہ کے ولی ہونے کی علامتیں دو ہیں: نمبر ایک جس کو اللہ اپنا ولی بناتا ہے اپنے اولیاء کے دلوں میں اس کی محبت ڈال دیتا ہے مِنْ اِمَارَاتِ وِلَایَتِہٖ تَعَالٰی شَانُہٗ اَنْ یَّرْزُقَہٗ مَوَدَّۃً فِیْ قُلُوْبِ اَوْلِیَآئِہٖ۔ اور دوسری علامت ہے: لَوْ اَرَادَ سُوْءًا اَوْ قَصَدَ مَحْظُوْرًا عَصَمَہٗ عَنِ

ارْتِکَابِہٖ[۱۴] کسی خلافِ شریعت کام کا اگر وہ ارادہ کرے اور وہ صاحبِ نسبت ولی اللہ ہو چکا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنی حفاظت میں لے لیتے ہیں اور گناہ کے ارتکاب سے اس کو محفوظ رکھتے ہیں۔ یا تو گناہ کو اس سے بھگادیتے ہیں یا اس کو گناہ سے بھگادیتے ہیں۔ کوئی بے چینی پیدا کردیتے ہیں۔ یہ مقام وہ ہے کہ آدمی خود سمجھ جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے لیے قبول فرمالیا ہے۔ شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کو اپنا ولی بناتے ہیں تو اسے بھی پتا چل جاتا ہے ؎

ہم تمہارے تم ہمارے ہوچکے
دونوں جانب سے اشارے ہوچکے

خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ بندہ جب صاحبِ نسبت ہوجاتا ہے تو کیا اسے پتا چل جاتا ہے کہ اس کو نسبت عطا ہوگئی؟ فرمایا کہ بالکل پتا چل جاتا ہے۔ عرض کیا کہ حضرت کیسے؟ فرمایا کہ جب آپ بالغ ہوئے تھے تو کیا آپ کو دوستوں سے پوچھنا پڑا تھا کہ دوستو! بتانا عزیز الحسن بالغ ہوا یا نہیں؟ یا آپ کو خود پتا چل گیا تھا کہ میں بالغ ہوگیا۔ بالغ معنیٰ پہنچنے والا، البلوغ معنیٰ رسیدن، اسی طرح جب روح بالغ ہوتی ہے یعنی اللہ تک پہنچ جاتی ہے تو رگ رگ میں اللہ کی محبت، ایک درد اور اللہ سے خاص تعلق محسوس ہوجاتا ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

بازآمد آبِ من در جوئے من

میرا پانی میرے دریا میں آگیا۔ جب پانی آئے گا تو دریا کو پتا نہیں چلے گا؟

بازآمد شاہِ من در کوئے من

میرے دل کی گلی میں میرا شاہ آگیا۔ جب اللہ دل میں آئے گا تو دل کو کیسے پتا نہیں چلے گا؟

تو دوستو! دوسرے واقعہ سے کیا سبق ملا کہ دل کے انجن میں محبت و خشیت کا پیٹرول ہونا چاہیے تب علم کا نفع پہنچتا ہے، لازمی بھی اور متعدی بھی، اور خشیت و محبت کے پیٹرول پمپ کہاں ہیں؟ اللہ والے ہیں۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

---

[۱۴] مرقاۃ المفاتیح:۵/۹۲،کتاب اسماء اللہ تعالیٰ، المکتبۃ الامدادیۃ، ملتان

www.khanqah.org

جس شخص کا کوئی عضو بھی گناہ میں مبتلا ہے، کان سے گانا سننے کا عادی ہے، آنکھ سے حسینوں کو دیکھنے کا عادی ہے، زبان سے غیبت کا عادی ہے، ہاتھ سے حسینوں کے گال چھونے کا عادی ہے، اگر کسی قسم کے گناہ کی عادت ہے تو یہ شخص اطمینان کامل نہیں پا سکتا۔ دلیل کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

اَلَا بِذِکۡرِ اللّٰہِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ[۱۵]

ذکر اللہ سے حصولِ اطمینانِ قلب کی ایک اور تمثیل

تفسیر مظہری میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بِذِکۡرِ اللّٰہِ معنیٰ میں فِیۡ ذِکۡرِ اللّٰہِ کے ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ اتنا کثرت سے ذکر کرو کہ ذکر میں غرق ہو جاؤ، جب ذکر میں ڈوب جاؤ گے یعنی سر سے پیر تک کوئی اعضا گناہ میں مبتلا نہ ہو گا تب جا کر اطمینان کامل ملے گا اور مثال بھی کتنی پیاری دی کَمَا تَطۡمَئِنُّ السَّمَکَۃُ فِی الۡمَآءِ[۱۶] مچھلی کو کب سکون ملتا ہے؟ جب فِی الۡمَآءِ ہوتی ہے، پانی میں ڈوبی ہوئی ہوتی ہے۔ اگر بِالۡمَآءِ ہے یعنی پانی کے ساتھ تو ہے، گردن تک پانی میں ڈوبی ہوئی ہے لیکن مکشوفۃ الرأس ہے یعنی سر کھلا ہوا ہے تو کیا اس کو چین ملے گا؟ جب کھوپڑی گرم ہو گی تو دم تک گرمی آ جائے گی اور پانی کے ساتھ ہونے کے باوجود بے چین رہے گی جب تک ہمہ تن غرقِ آب نہ ہو جائے۔ اسی طرح جو شخص اللہ کے دریائے قرب میں سر سے پیر تک ڈوب جائے، کسی اعضا کو گناہ نہ کرنے دے تب اسے اطمینان کامل ملے گا اور اگر کبھی خطا ہو جائے تو استغفار و توبہ سے فوراً تلافی کرے جیسے کبھی مچھلی بھی لالچ میں آ کر شکاری کا چارہ لگا ہوا کانٹا نگل لیتی ہے اور پانی سے باہر نکل آتی ہے، لیکن پھر کیا کرتی ہے؟ کانٹا نکالنے کے لیے جھٹکا مار کر گلا پھاڑ لیتی ہے اور کود کر پھر دریا میں چلی جاتی ہے۔ اس لیے اگر کبھی نفس و شیطان کسی گناہ کے ماحول میں لے جائیں، دریائے قرب سے دور کریں تو فوراً اپنی پوری کوشش کے ساتھ فَفِرُّوۡۤا اِلَی اللّٰہِ ہو جائیے، فرار سے اللہ تک پہنچیں گے قرار سے نہیں۔ اگر گناہ پر قرار رہے گا تو ساری زندگی گناہ کے پاخانہ

---

۱۵ الرعد:۲۸

۱۶ التفسیر المظہری:۲۶۱/۱۰، الفجر(۲۶)

پیشاب میں لت پت پڑے رہیں گے۔

آج کل کے صوفیا پر چند اعتراضات اور ان کے جواب

یہ دو باتیں پیش کردیں، اب دو تین باتیں تصوف کے بارے میں عرض کروں گا۔
ایک بات تو یہ کہ لوگ کہتے ہیں کہ اس زمانے کے صوفیا ذکر کم کرتے ہیں اور پہلے زمانے جیسی عبادت نہیں کرتے۔ دوسری بات یہ کہ پہلے زمانے کے صوفیا دال روٹی اور پانی میں باسی روٹی بھگو کر کھاتے تھے، آج کل کے صوفیا یخنی اور مرغ پلاؤ کھاتے ہیں۔ اور تیسرا اعتراض یہ کہ لباس بھی بہت شاندار پہنتے ہیں۔ پیوند والا، ٹاٹ اور موٹے کپڑے کا نہیں پہنتے، بڑے ٹھاٹھ باٹ سے رہتے ہیں۔

جواب نمبر ۱: اب تینوں کا جواب سنیے۔ نمبر ایک: پہلے زمانے کے صوفیا کے جسم میں خون اتنا زیادہ ہوتا تھا کہ ہر سال انہیں خون نکلوانا پڑتا تھا، اگر فصد نہ کھلوائیں تو خون کی زیادتی سے سر میں درد رہنے لگتا تھا اور اب کے زمانے کے صوفیا کو خون چڑھوانا پڑتا ہے، خون نکلوانے والے زمانے کے احکام خون چڑھوانے والے زمانے پر کیسے لاگو ہو جائیں گے؟ زمانے کے بدلنے سے احکام بدل جاتے ہیں، لہٰذا جب کمزوری کا زمانہ آگیا تو بزرگانِ دین نے ذکر کی تعداد کو کم کردیا، اب اگر کوئی اتنا ذکر کرے جتنا کہ پہلے بزرگانِ دین کیا کرتے تھے تو پاگل ہو جائے گا۔ میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب فرمایا کرتے تھے کہ ایک پہلوان ستر ہزار بار اللہ کرنے سے جس مقام قرب پر پہنچے گا ایک کمزور پانچ سو بار میں اسی مقام پر پہنچے گا، قرب میں ذرّہ برابر کمی نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ظالم تھوڑی ہیں کہ کمزوروں سے بھی اتنی ہی محنت چاہیں جتنی طاقت ور سے چاہتے ہیں۔ اور ولایت ذکر پر نہیں گناہوں سے بچنے پر موقوف ہے۔ لہٰذا آج بھی جو سچے اللہ والے ہیں وہ ہر گناہ سے بچتے ہیں اور جو پہلے اولیاء گزرے ہیں وہ بھی تقویٰ ہی سے ولی ہوئے تھے، محض ذکر سے نہیں، ذکر تو تقویٰ کا معین ہے۔

جواب نمبر ۲: اور دوسرے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ جب زمانہ کمزوری کا آگیا تو اب طاقت کی غذا کھانا صوفیا کے لیے ضروری ہے کیوں کہ جب طاقت ہی نہ ہوگی تو کیا عبادت کریں گے اور کیا دین کا کام کریں گے۔

www.khanqah.org

حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے۔ ایک مسلمان افسر زیارت کے لیے آیا تو حضرت پستہ اور بادام کھا رہے تھے چوں کہ بہت ذکر و شغل اور دماغی محنت کرتے تھے۔ اس افسر نے واپس آکر کہا کہ توبہ توبہ! میں نے تو سمجھا تھا کہ کوئی ولی اللہ ہوں گے یعنی حضرت حکیم الامت کے خلیفہ شاہ وصی اللہ صاحب کو کہہ رہا ہے کہ میں نے تو سمجھا تھا کہ کوئی بزرگ آدمی ہوں گے لیکن یہ کیا بزرگ ہیں، پستے اور بادام اُڑا رہے ہیں۔ ارے بزرگ تو وہ ہے جو سوکھی روٹی پانی میں ڈبو کر کھائے۔ یہ حال ہے جہالت و بدعقلی کا۔ ایسے جاہلوں سے خدا بچائے۔ اس جاہل کو کیا پتا کہ ان کا بادام کھانا ہماری سوکھی روٹی سے افضل ہے کیوں کہ ان کا بادام اللہ کی راہ پر خرچ ہوگا۔ اس سے جو طاقت آئے گی اس سے وہ تصنیف کریں گے، تقریر کریں گے، تبلیغ کریں گے۔ اللہ والوں کا کھانا بھی نور ہے، عبادت ہے، ان کا پہننا بھی عبادت ہے۔

جواب نمبر ۳: ایک مرتبہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے سنت سمجھ کر پیوند لگا ہوا کُرتا پہن لیا اور سفر پر جا رہے تھے۔ پیرانی صاحبہ نے عرض کیا کہ ایک بات کہوں۔ فرمایا ہاں، کیا بات ہے؟ کہا کہ آپ کپڑے بدل لیجیے، دوسرے اچھے کپڑے پہن لیجیے کیوں کہ آپ جب اس لباس میں جائیں گے تو مرید سمجھیں گے کہ آج کل حضرت ضرورت مند ہیں۔ حضرت نے فرمایا جزاکِ اللہ، واقعی اگر میں اس لباس میں جاتا تو میرے مریدوں کو غم ہوتا اور وہ میرے لیے کپڑے بنوانے کی فکر کرتے لٰہذا یہ لباس خود سوال بن جاتا۔ چناں چہ حضرت نے دوسرا اچھا لباس پہن لیا۔

یہی جواب ہے اس اعتراض کا کہ اب علماء و صوفیا کیوں اچھا لباس پہنتے ہیں۔ شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس زمانے میں علماء کو لوگ حقیر سمجھ رہے ہیں، اس لیے ایسا لباس نہ پہنو جس سے احتیاج ظاہر ہو۔ خصوصاً جب کہیں جاؤ لباس اچھا پہن کر جاؤ ورنہ لوگ سمجھتے ہیں کہ آگئے قربانی کی کھال لینے یا چندہ مانگنے۔ اس لیے مفتی رشید احمد صاحب نے فرمایا کہ تین چیزوں کا اجتماع جائز نہیں ہے: ایک بیگ جس میں رسید بک ہوتی ہے، دوسرے داڑھی اور تیسرے رمضان، کیوں کہ مال دار جب دیکھتا ہے کہ اس کے ہاتھ میں رسید بک والا بیگ بھی ہے اور داڑھی بھی ہے اور مہینہ بھی رمضان کا ہے تو اس کے دل پر

تھوڑا سا لرزہ ریکارڈ ہوتا ہے اور گھر میں چھپ کر جا بیٹھتا ہے اور نوکر سے کہہ دیتا ہے کہ کہہ دینا سیٹھ صاحب اس وقت نہیں ہیں۔ اس لیے جہاں تک ہو سکے علماء کو اچھا لباس پہننا چاہیے، جتنی اللہ نے حیثیت دی ہے، تاکہ مال داروں کو یہ محسوس نہ ہو کہ یہ لوگ پھٹیچر ہیں، اگرچہ ٹیچر ہیں اور آئے بروز سنیچر ہیں۔ خیر یہ تو قافیہ بازی ہے جس سے اللہ کلام کو لذیذ کر دیتا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ آج کل اللہ والے ذرا عمدہ لباس کیوں پہنتے ہیں خصوصاً کہیں سفر کرتے ہیں تو اچھا لباس پہن لیتے ہیں، ان کی نیت کو تو دیکھو۔

شیطان کا حربہ

جس نے بدگمانی کی وہ محروم رہا، شیطان کا یہ بہت بڑا حربہ ہے، وہ سوچتا ہے کہ اگر کہیں یہ کسی اللہ والے کا معتقد ہو گیا تو یہ بھی اللہ والا صاحبِ نسبت ہو جائے گا۔ لہٰذا بزرگوں کو حقیر دکھاتا ہے کہ وہ پہلے جیسے بزرگ اب کہاں۔ آج کل کے تو یوں ہی ہیں بس نام کے۔ لیکن جسم جب ذرا بیمار ہوتا ہے تو کیا آپ حکیم اجمل خان کا انتظار کرتے ہیں کہ دہلی کے قبرستان سے اُٹھ کر آئیں، معمولی حکیموں سے علاج کرانا میری توہین ہے، یا جو قریبی حکیم ہوتا ہے اسی کو دکھاتے ہیں کہ جلدی سے جان بچاؤ۔ چوں کہ جان پیاری ہے اس لیے جو حکیم ملتا ہے اسی سے رجوع کرتے ہیں۔ اسی طرح جس کو ایمان پیارا ہو جاتا ہے وہ کسی اللہ والے کو تلاش کر لیتا ہے۔

شیخِ اوّل کے انتقال کے بعد دوسرے شیخ سے تعلق ضروری ہے

ایسے ہی شیخ کے انتقال کے بعد باجماع صوفیا و اولیاء دوسرا شیخ تلاش کرنا بھی واجب ہے۔ حکیم الامت نے مثنوی مولانا روم کی شرح میں فرمایا کہ ایک آدمی کنویں میں گرے ہوئے ڈولوں کو اپنے ڈول سے نکال رہا ہے، کھینچنے والا اپنے ڈول میں رسی باندھ کر کنویں میں ڈالتا ہے اور گرے ہوئے ڈولوں کو اپنے ڈول میں پھنسا کر باہر کھینچ لیتا ہے کہ اس کا انتقال ہو گیا۔ اب اس کا ڈول کنویں میں گرے ہوئے ڈولوں کو نہیں نکال سکتا، چاہے گرے ہوئے ڈول اس سے کتنا چپٹے رہیں، ان کو نکالنے کے لیے دوسرا زندہ آدمی آئے اور وہ اپنا ڈول ڈالے تب نکل سکیں گے۔ شیخ کے انتقال کے بعد لاکھ اس کی قبر پر مراقبہ کرتے رہو اصلاح نہیں

www.khanqah.org

ہو سکتی۔ لہٰذا مولانا رومی نے فرمایا کہ زندہ شیخ تلاش کرو کیوں کہ انتقال کے بعد اس کا روحانی تعلق ختم ہو گیا۔ اب خواہشاتِ نفسانیہ کے کنویں میں گرے ہوئے لوگوں کو وہ نکال نہیں سکتا۔ اس لیے زندہ شیخ کی ضرورت ہے جو اصلاحِ نفس اور خواہشات کی قید سے آزادی کی تدابیر بتائے گا اور دُعا بھی کرے گا۔ یہی اس کا ڈول ہے جس کی برکت سے نفس کی غلامی سے آزادی ملتی ہے، اصلاح ہوتی ہے۔

دنیا کے مشغلوں میں بھی یہ باخدا رہے

اللہ والوں کے دو مرتبے ہوتے ہیں۔ ایک یہ کہ مرتبۂ جسم سے وہ ہمارے پاس ہوتے ہیں، ہمارے درمیان ہوتے ہیں اور مرتبۂ روح میں خدا کے پاس ہوتے ہیں۔ اس حقیقت کو میرا ایک شعر واضح کرتا ہے ؎

دنیا کے مشغلوں میں بھی یہ باخدا رہے
یہ سب کے ساتھ رہ کے بھی سب سے جدا رہے

یہ نہ سمجھیے کہ اللہ والے اگر دنیا کے کاموں میں مشغول ہیں تو ان کا دل بھی دنیا میں پھنسا ہوا اور خدا سے غافل ہے۔

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا تھا کہ میاں اشرف علی! جب میں تم لوگوں سے باتیں کرتا ہوں تو یہ نہ سوچا کرو کہ میں تم لوگوں کے پاس بیٹھا ہوا ہوں۔ میری روح اس وقت بھی اللہ کے پاس ہوتی ہے۔ مجھے اپنا ایک شعر یاد آیا ؎

لب ہیں خنداں جگر میں ترا درد و غم
تیرے عاشق کو لوگوں نے سمجھا ہے کم

اللہ والے ہنسنے میں بھی باخدا رہتے ہیں

حضرت مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ مفتی اعظم پاکستان نے مجھ سے فرمایا کہ

ایک بار حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کے بہت سے خلفاء علماء موجود تھے۔ خواجہ صاحب نے ہم لوگوں کو خوب ہنسایا، پھر پوچھا کہ اچھا بتاؤ کہ اس ہنسنے کی حالت میں کون کون باخدا تھا اور کون اللہ سے غافل ہو گیا تھا؟ مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم لوگ مارے ڈر کے خاموش تھے۔ پھر خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ الحمد للہ! اس ہنسنے کی حالت میں بھی میرا دل اللہ تعالیٰ سے غافل نہیں تھا۔ جیسے چھوٹے بچے ابا کے سامنے ہنس رہے ہوں تو ابا خوش ہوتے ہیں۔ اسی طرح اللہ والے جب ہنستے ہیں تو سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آسمان پر خوش ہو رہے ہیں کہ میرے بندے کیسا آپس میں ہنس رہے ہیں۔ وہ ہنسنے میں بھی باخدا ہیں۔ پھر حضرت خواجہ صاحب نے یہ شعر پڑھا اور اس کیفیت کو تعبیر کیا۔

ہنسی بھی ہے میرے لب پہ ہر دم اور آنکھ بھی میری تر نہیں ہے
مگر جو دل رو رہا ہے پیہم کسی کو اس کی خبر نہیں ہے

میں عرض کرتا ہوں کہ خوب ہنسو لیکن گناہ نہ کرو۔ جب کوئی حسین لڑکی سامنے آئے تو نظر بچالو اور فوراً میرا یہ مصرع پڑھو ؏

سڑنے والی لاشوں سے دل کا لگانا کیا

ایسی دنیا سے کیا دل لگانا

قبرستان میں یہ سڑیں گی یا نہیں؟ اگر ان سڑنے والی لاشوں کے ڈسٹمپر اور رنگ وروغن پر ہم مریں گے تو اللہ سے محروم رہیں گے۔ سوچ لیجیے فائدہ کس میں ہے؟ ان عاجزوں اور مُردوں پر گدھ کی طرح کب تک پڑے رہوگے؟ کب تک ان مردہ لاشوں کو کھاتے رہوگے؟ کب بازِ شاہی بنوگے؟ ایسا نہ ہو کہ اچانک موت آجائے۔ پھر کفِ افسوس ملوگے اور پھر دوبارہ زندگی نہیں ملے گی۔ ولی اللہ بننے کے لیے اللہ دوبارہ حیات نہیں دے گا۔ اب میرے تین جملے سن لیجیے: جس دنیا سے ہمیشہ کے لیے جانا اور پھر لوٹ کر کبھی نہ آنا، ایسی دنیا سے دل کا کیا لگانا۔

یہ تین جملے ہدایت کے لیے کافی ہیں، اگر ولی اللہ بننا ہے تو اسی حیات میں بننا ہے، مرنے کے بعد کوئی دوبارہ نہیں آنے پائے گا۔ پھر قیامت تک حسرت وافسوس ہے، اور میدانِ

قیامت میں اگر خدانخواستہ فیصلہ سزا کا ہوگیا تو پھر کہاں ٹھکانہ ہے، اس کو سوچنا چاہیے۔

اب میں ان آیتوں کی تفسیر کرتا ہوں، یہ مالہ وماعلیہ تھا، غلّہ بونے سے پہلے کھیت کی جتائی کی جاتی ہے، زمین ہموار کی جاتی ہے تب بیج ڈالتے ہیں۔ تفسیر مظہری سے یہ تفسیر پیش کروں گا، اس سے پہلے صاحب تفسیر مظہری قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں دو باتیں پیش کردوں۔ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اس دور کے امام بیہقی ہیں۔ بس یہ تعریف کافی ہے۔ اور ان کے پیر حضرت مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مجھ سے پوچھے گا کہ اے مظہر جانِ جاناں! میرے لیے کیا لایا تو میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی کو پیش کردوں گا کہ یا اللہ! یہ میرا خلیفہ ہے، میں نے اس پر محنت کی ہے، یہ اللہ والا صاحبِ نسبت ہوچکا ہے، یہ تیرے لیے لایا ہوں۔ اللہ والوں کی کیا شان ہوتی ہے۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی مجھ سے مرید ہوتا ہے اور اللہ اللہ کرتا ہے یہاں تک کہ صاحبِ نسبت ہوجاتا ہے تو بجائے اس کے کہ وہ مرید مجھ پر فدا ہو میرا جی چاہتا ہے کہ میں ہی اس پر فدا ہوجاؤں۔ آہ! کیا شفقت ہوتی ہے اللہ والوں میں! فرماتے ہیں کہ میرا دل چاہتا ہے کہ میں خود اس پر فدا ہوجاؤں کہ وہ میری فیکٹری ہے، میرا کارخانہ ہے، میری نجات کا ذریعہ ہے، میرے لیے صدقۂ جاریہ ہے۔

ذکرِ اسم ذات کا ثبوت

اب سنیے! مسائل تصوف بزبان ”تفسیر مظہری“ یہ تفسیر حضرت مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ کی نہیں ہے، قاضی ثناء اللہ صاحب کی لکھی ہوئی ہے لیکن اپنے شیخ کے نام سے منسوب کردی۔

حق تعالیٰ فرماتے ہیں وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ اپنے ربّ کا اسم مبارک لو۔ ربّ کا اسم مبارک کیا ہے؟ اللہ فرماتے ہیں کہ اسم ذات کا ثبوت اسی آیت سے ہے۔ صوفیا کا ذکر اللہ اللہ جو ہے اسی آیت سے ثابت ہے۔ حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بوادر النوادر میں لکھا ہے کہ صحابہ کے زمانے میں ذکر کا ثبوت موجود ہے۔

www.khanqah.org

جب وہ قرآنِ پاک یاد کرتے تھے تو ایک ایک لفظ کا رسوخ و تکرار کرتے تھے، تکرار لفظ سے ذکر راسخ ہو جاتا تھا۔ وہ زمانہ تو عہدِ نبوت کا تھا۔ نبوت کی ایک نظر سے وہ صاحبِ نسبت ہوتے تھے اور نسبت بھی ایسی کہ قیامت تک آنے والا بڑے سے بڑا ولی ایک ادنیٰ صحابی کے برابر نہیں ہو سکتا۔ اب زمانہ عہدِ نبوت سے بُعد کا آگیا لہٰذا صوفیا نے یہ طریقہ نکالا کہ جیسے صحابہ ایک ایک لفظ کی تکرار کر کے قرآن یاد کرتے تھے مثلاً اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ،[۱] اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ اسی طرح ہم بار بار اللہ اللہ کہتے ہیں تاکہ اللہ دل میں یاد ہو جائے، یاد تو ہے لیکن دماغ میں ہے، دل میں جب اُترے گا جب بار بار ہم اللہ کہیں گے۔ ایک بزرگ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ بندوں سے یہ شکایت کرتے ہیں کہ ؎

مرا داری ولے برلب نہ در دل
بہ لب ایماں بہ دل ایماں نہ داری

مجھ کو تم اے مسلمانو! رکھتے تو ہو مگر ہونٹوں پر، دل میں نہیں رکھتے ہو۔

آثارِ نسبت مع اللہ

یہاں پر ایک بات بتاؤں کہ کسی مال دار کو دیکھ کر جو مولوی للچا جاتا ہے وہ صاحبِ نسبت نہیں ہے، صاحبِ نسبت کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ سارے عالم سے مستغنی ہو جاتا ہے، سلاطین کے تخت و تاج سے، مال داروں کے مال و دولت سے، ساری کائنات سے، زمین و آسمان سے، سورج اور چاند سے بے نیاز ہو جاتا ہے، کیوں کہ خالق آفتاب جس کے دل میں آتا ہے بے شمار آفتاب کے ساتھ آتا ہے۔ خالق ماہ تاب جس کے دل میں آتا ہے بے شمار ماہ تاب اس کے دل میں ہوتے ہیں۔ یہ سمندر اور پہاڑ کیا چیز ہیں اس کے مقابلے میں۔ ایک اللہ والا جا رہا تھا، کسی نے کہا کہ میاں شاہ صاحب! آپ کے پاس کتنا سونا ہے؟ شاہوں کے پاس تو سونا ہونا چاہیے اور آپ شاہ کہلاتے ہیں تو اس بزرگ نے ہنس کر فرمایا ؎

بخانہ زر نمی دارم فقیرم

---

[۱] الانشقاق:۱

www.khanqah.org

میرے گھر میں سونا نہیں ہے میں فقیر ہوں۔

ولے دارم خدائے زر امیرم

لیکن میں زر کا خالق رکھتا ہوں۔ جو سونا پیدا کرتا ہے وہ میرے دل میں ہے۔ بتاؤ میرے برابر کون امیر ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے سلاطین مغلیہ کو خطاب کر کے فرمایا تھا کہ ولی اللہ اپنے سینے میں ایک دل رکھتا ہے، اس دل میں اللہ تعالیٰ کی نسبت کے موتی ہیں، تعلق مع اللہ کی دولت ہے ؎

دلے دارم جواہر پارۂ عشق است تحویلش

کہ دارد زیرِ گردوں میر سامانے کہ من دارم

آسمان کے نیچے کوئی مجھ سے بڑا رئیس ہو تو آجائے۔ سلاطین مغلیہ کو خطاب ہو رہا ہے۔ ان کو اللہ والے کہتے ہیں۔ یہ نہیں کہ کوئی سیٹھ آگیا تو مولوی صاحب اس کے پیچھے پھر رہے ہیں اور اس دن اشراق میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی سات مرتبہ کہہ رہے ہیں جبکہ روزانہ تین مرتبہ پڑھتے تھے یعنی چندہ گھسیٹنے کے لیے آج سجدہ میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی سات مرتبہ پڑھا جارہا ہے تاکہ وہ سیٹھ سمجھے کہ یہ تو بہت پہنچا ہوا شخص ہے، اس کو چندہ ذرا زیادہ دینا چاہیے۔ اس مکر وفریب سے اللہ خوب واقف ہے۔ کوئی بھی صاحبِ نسبت کبھی کسی مخلوق سے مرعوب نہیں ہوسکتا، نہ کسی کی دولت سے مرعوب ہوسکتا ہے لیکن اکرام کرے گا تاکہ شاید یہ اللہ والا ہوجائے، مال داروں کو حقیر نہیں سمجھے گا، ان پر بھی اس نیت سے محنت کرے گا کہ شاید وہ بھی اللہ والے بن جائیں۔

ذکر کے حکم میں صفتِ ربوبیت کے بیان کی حکمت

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ میں ربّ کیوں فرمایا جبکہ وَاذْكُرِ اسْمَ اللهِ بھی ہوسکتا تھا۔ بات یہ ہے کہ پالنے والے کی محبت ہوتی ہے، پالنے والے کو آدمی محبت سے یاد کرتا ہے۔ بتایئے! ماں باپ کی یاد میں مزہ آتا ہے یا نہیں؟ تو یہاں ربّ اس لیے نازل فرمایا کہ میرا نام محبت سے لینا، خشک مُلّاؤں کی طرح میرا

ذکر مت کرنا، عاشقانہ ذکر کرنا کہ میں تمہارا پالنے والا ہوں جس طرح اپنے ماں باپ کا محبت سے نام لیتے ہو، ماں باپ کا نام لے کر تمہاری آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں، کیا تمہارا اصلی پالنے والا میں نہیں ہوں؟ ماں باپ تو متولی تھے، تمہارا اصلی پالنے والا تو میں ہوں، ربّ العالمین ہوں، اس تربیت کی نسبت سے میرا نام محبت سے لینا۔

تبتل و یکسوئی کا ثبوت

آگے فرماتے ہیں وَ تَبَتَّلۡ اِلَیۡهِ تَبۡتِیۡلًا اور غیر اللہ سے کٹ کر اللہ سے جڑ جاؤ یعنی اللہ کی طرف متوجہ رہو۔ غیر اللہ سے کٹنے اور کنارہ کش ہونے کا کیا مطلب ہے؟ کیا مخلوق کو چھوڑ کر جنگل میں نکل جاؤ؟ ہرگز نہیں! مطلب یہ ہے کہ قلب کے اعتبار سے مخلوق سے کٹ جاؤ۔ جسم بستی میں رہے اور مخلوقِ خدا کے ساتھ ہو لیکن دل اللہ کے ساتھ ہو، رہبانیت حرام ہے۔ ایک تبتل شرعی ہے، ایک غیر شرعی ہے۔ تبتل غیر شرعی جوگیوں اور سادھوؤں کا ہے، ہندوستان کے پنڈتوں اور ہندوؤں کا ہے کہ بیوی بچوں کو چھوڑ کر جنگل میں نکل گئے، بدن پر راکھ مل لی اور درخت کے نیچے آنکھ بند کرکے بیٹھ گئے۔ اور تبتل شرعی مسلمانوں کا ہے، اولیاء اللہ کا ہے۔ وہ کیا ہے کہ تعلقاتِ دنیویہ پر علاقۂ خداوندی غالب ہوجائے، دنیاوی تعلقات پر اللہ تعالیٰ کا تعلق اور اللہ کی محبت غالب ہوجائے۔ اس حقیقت کو جگر مرادآبادی نے یوں تعبیر کیا ہے؎

میرا کمالِ عشق بس اتنا ہے اے جگرؔ
وہ مجھ پہ چھاگئے میں زمانے پہ چھاگیا

حصولِ تبتل کا طریقہ

ان آیات کی تقدیم و تاخیر سے حکیم الامت مجدد الملت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ تصوف کا ایک مسئلہ بیان فرماتے ہیں کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ بیٹی کی شادی ہوجائے، مکان بنالوں، تھوڑا سا کاروبار جمالوں، ذرا دنیوی فکروں سے چھوٹ جاؤں پھر میں اللہ والوں کے پاس جاؤں گا، اللہ کی یاد میں لگ جاؤں گا اور بالکل صوفی بن جاؤں گا۔ حضرت فرماتے ہیں

کہ آیت کی ترتیب بتارہی ہے کہ جس فکر میں ہو، جس حالت میں ہو فوراً اللہ تعالیٰ کا ذکر شروع کردو۔ ذکر اللہ ہی کی برکت سے تم فکروں سے چھوٹو گے کیوں کہ جب سورج نکلے گا جب ہی رات بھاگے گی۔ غیر اللہ اور افکارِ دنیویہ جب ہی مغلوب ہوں گے جب اللہ تعالیٰ کو یاد کروگے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ پہلے قلب کو یکسو کرو پھر میرا نام لو بلکہ یہ فرمایا کہ پہلے میرا نام لو، میرے نام ہی کی برکت سے تم کو افکار و غم اور پریشانیوں سے نجات ملے گی اور یکسوئی حاصل ہوگی۔ اگر تبتل ذکر پر موقوف نہ ہوتا تو آیت کی تقدیم دوسرے اسلوب پر نازل ہوتی ہے اور وَ تَبَتَّلۡ اِلَیۡهِ تَبۡتِیۡلًا مقدم ہوتا وَ اذۡكُرِ اسۡمَ رَبِّكَ پر جس کے معنیٰ یہ ہوتے کہ پہلے غیر اللہ سے یکسو ہو جاؤ پھر ہمارا نام لو لیکن وَ اذۡكُرِ اسۡمَ رَبِّكَ کی تقدیم بتارہی ہے کہ تبتل اور یکسوئی ہمارے ذکر ہی پر موقوف ہے۔ پہلے تم ہمارا نام لینا شروع کردو، ہمارے ذکر کی برکت سے تمہیں خود بخود یکسوئی حاصل ہوتی جائے گی اور غیر اللہ دل سے نکلتا چلا جائے گا۔

مثنوی میں تبتل کی عاشقانہ تمثیل

اس آیت کی تفسیر مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے عجیب انداز سے فرمائی ہے۔ یہ عاشقوں کی تفسیر ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک دریا کے کنارے ایک شخص واجب الغسل کھڑا تھا، جس کے بدن پر نجاست لگی ہوئی تھی، دریا نے کہا کہ کیا بات ہے؟ تُو بہت دیر سے باہر کھڑا ہے۔ کہا کہ مارے شرم کے تیرے اندر نہیں آرہا ہوں کہ میں ناپاک ہوں اور تو پاک ہے۔ دریا نے کہا کہ تو قیامت تک ناپاک ہی کھڑا رہے گا، جس حالت میں ہے میرے اندر کود پڑ، تیرے جیسے لاکھوں یہاں پاک ہوتے رہتے ہیں اور میرا پانی پاک رہتا ہے۔ لہٰذا اللہ کی یاد میں دیر مت کرو، کیسی ہی گندی حالت میں ہو اللہ کا نام لینا شروع کردو، ذکر کی برکت سے غیر اللہ کی نجاست چھوٹے گی۔

ذکر مشورہ سے کیجیے

لیکن کسی اللہ والے سے مشورہ کرکے ذکر کرو۔ جب حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات فرمائی تو خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اشکال پیش کیا کہ حضرت! یہ اللہ

www.khanqah.org

والوں کی قید آپ کیوں لگاتے ہیں؟ آدمی خود ہی ذکر کرلے، کیا ذکر سے ہم اللہ تک نہیں پہنچ سکتے؟ اب حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کا جواب سنیے۔ فرمایا کہ بے شک اللہ کے ذکر ہی سے ہم اللہ تک پہنچیں گے، جس طرح کاٹتی تو تلوار ہی ہے مگر جب کسی سپاہی کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ کاٹے گی تو تلوار ہی، کاٹ تو تلوار ہی سے ہوگی لیکن شرط یہ ہے کہ کسی کے ہاتھ میں ہو۔ اسی طرح کام تو ذکر ہی سے بنے گا لیکن جب کسی اللہ والے کی راہ نمائی اور مشورہ سے ہو، یہ مشورہ لینا انتہائی ضروری ہے ورنہ کتنے لوگ زیادہ ذکر کرکے نفسیاتی بیماری میں مبتلا ہوگئے، نیند کم ہوگئی، غصہ اور جھنجھلاہٹ پیدا ہوگئی یہاں تک کہ بالکل پاگل ہوگئے۔ لوگوں نے سمجھا کہ مجذوب ہیں، لیکن تھے پاگل۔ ایسے پاگل دنیا میں جتنے ہوئے ہیں جو بظاہر دیندار اور نیک صورت تھے یہ سب وہی لوگ ہیں جن کا کوئی مربی اور مشیر نہیں تھا۔ اللہ والوں کے مشوروں اور راہ نمائی کے بغیر انہوں نے اپنی طاقت سے زیادہ ذکر کرلیا جس سے خشکی پیدا ہوگئی اور دماغ خراب ہوگیا، اور جو لوگ کسی اللہ والے کو اپنا مصلح بناتے ہیں اور اس کی نگرانی اور مشورہ کے تحت ذکر کرتے ہیں تو وہ اللہ والا دیکھتا رہتا ہے کہ اس وقت ذکر کرنے والے کی کیا حالت ہے۔ اس حالت کے مطابق وہ ذکر کی تعداد کو کم و بیش کرتا رہتا ہے۔ جیسے ڈرائیور دیکھتا رہتا ہے کہ اب انجن میں پانی نہیں ہے تو جلدی سے گاڑی روکے گا، پانی ڈالے گا، جب انجن ٹھنڈا ہوجائے گا پھر چلائے گا۔ ایک شخص نے حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا کہ حضرت مجھے حالتِ ذکر میں روشنی نظر آرہی ہے۔ بتایئے! وہ کس جواب کا انتظار کررہے ہوں گے؟ یہی نا کہ اب خلافت آنے والی ہے، جلوہ نظر آگیا، اب خلافت کا حلوہ ملنا چاہیے لیکن حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ یہ علامت یبوست اور خشکی کی ہے۔ آپ ذکر کو ملتوی کردیں، تنہائی میں نہ رہیں، دوستوں میں ہنسیں بولیں، صبح کو ہوا خوری کریں، باغ میں جاکر گھاس پر ننگے پیر چلیں تاکہ شبنم کی تری سے دماغ کی خشکی ختم ہو۔ اور ہنس کر فرمایا کہ اگر کوئی اناڑی پیر ہوتا تو ان کو خلافت لکھ دیتا۔

ایک شخص تھانہ بھون آیا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو کچھ ذکر بتادیا۔ جب اللہ اللہ کرنے لگا تو سمجھا کہ میں تو شیخ المشایخ ہوگیا۔ اب ہر ایک کو ڈانٹ رہا ہے کہ اے میاں! تم نے لوٹا یہاں کیوں رکھ دیا اور تم یہاں کیوں بیٹھے ہو۔ حضرت نے سن لیا۔ فرمایا کہ یہاں آؤ۔

www.khanqah.org

کیا ان کے علاج کے لیے اشرف علی کافی نہیں ہے؟ یہ آپ کب سے ڈاکٹر بن گئے؟ آپ کے اندر تکبر آگیا ہے، تم ذکر کے قابل نہیں ہو، حلوہ تب کھلایا جاتا ہے جب معدہ صحیح ہوتا ہے، اب تم ذکر کو ملتوی کرو، ترک کرو نہیں کہوں گا کیوں کہ اللہ کے نام کے ساتھ لفظ ترک لگانا بے ادبی ہے لہٰذا ملتوی کہہ رہا ہوں کہ فی الحال ذکر ملتوی کردو اور وضوخانہ میں بلغم صاف کرو، نمازیوں کے جوتے سیدھے کرو، خانقاہ میں جھاڑو لگاؤ تاکہ تمہارے دماغ کا خناس نکلے، جب تک بڑائی نہیں نکلے گی کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

ایک عالم صاحب کے اخلاص کی حکایت

ایک عالم نے اپنے شیخ سے کہا کہ حضرت آج کل ذکر میں مزہ نہیں آرہا۔ شیخ نے ان کی بول چال سے سمجھ لیا کہ ان کے اندر تکبر آگیا ہے۔ اللہ والوں کو چال ڈھال سے بیماری کا پتا چل جاتا ہے۔ فرمایا کہ مولانا! آج کل آپ کے اندر ایک شدید بیماری پیدا ہوگئی ہے لہٰذا اس کا علاج کرنا ہے۔ عرض کیا حضرت! جو علاج بتائیں میں حاضر ہوں۔ تھے مخلص مگر شیطان نے دل میں بڑائی ڈال دی تھی۔ بڑائی آنے کے بعد اللہ کی رحمت سے دور ہوگئے اور ذکر کا مزہ ختم۔ شیخ نے کہا کہ ایسا کرو پانچ کلو اخروٹ لے آؤ اور ٹوکرا سرپر رکھ کر ایسے محلہ میں جاؤ جہاں بچے زیادہ ہوں اور وہاں جاکر اعلان کرو کہ جو بچہ میرے سرپر ایک دھپ لگائے گا میں اس کو پانچ اخروٹ دوں گا۔ بس جیسے ہی مولانا پگڑی کے ساتھ بیٹھے تو پہلے ہی تھپڑ سے پگڑی اُڑ گئی۔ اب دے دھڑ ادھڑ دھپ پڑ رہے ہیں۔ بچوں کو تو مزہ آگیا کہ پانچ اخروٹ بھی لو اور دھپ لگانے کا مزہ الگ، لہٰذا کود کود کر لگا رہے ہیں اور مولانا حکم شیخ پر سر جھکائے بیٹھے ہیں۔ آہ! کتنا مخلص تھا یہ شخص۔ آسمان پر فرشتوں میں بھی زلزلہ آگیا ہوگا کہ اتنا بڑا عالم اور آج یوں اس کی پگڑی اچھل رہی ہے۔ اللہ کو پانے کے لیے اپنی ذلت گوارا کررہا ہے۔ تھوڑی دیر میں ٹوکرا خالی ہوگیا اخروٹ سے اور کھوپڑا خالی ہوگیا تکبر سے۔ اس کے بعد جب آکر انہوں نے اللہ کہا تو زمین سے آسمان تک روشنی پھیل گئی، زمین سے آسمان تک شہد سے بھر گیا، رگ رگ میں اللہ کے نام کی مٹھاس دوڑ گئی اور جاکر اپنے شیخ سے عرض کیا کہ جزاک اللہ کہ چشم باز کردی۔ آپ کا احسان و کرم ہے کہ اتنا کڑوا کریلا نیم چڑھا تو آپ نے پلایا لیکن اللہ مل گیا۔

www.khanqah.org

جمادے چند دادم جاں خریدم

بحمد اللہ عجب ارزاں خریدم

اگر گناہوں کے کنکر پتھر چھوڑنے سے ہمیں اللہ ملتا ہے تو میرے پیارے دوستو! سستا سودا ہے۔ گناہ تو کنکر پتھر ہیں، اگر ان کے چھوڑنے سے خدا ملتا ہے تو خوشی خوشی چھوڑ دینا چاہیے۔ بزرگ فرماتے ہیں کہ گناہوں کے چند کنکر پتھر چھوڑے اور ہمیں خدا مل گیا، الحمدللہ! بہت سستا پایا خدا کو۔ شاہ عبدالغنی صاحب نے فرمایا کہ ایک بزرگ نے پوچھا کہ اے اللہ! آپ کی کیا قیمت ہے جو میں ادا کروں جس سے آپ مل جاتے ہیں۔ آسمان سے آواز آئی کہ دونوں جہاں قربان کردے۔ تو کیا کہتے ہیں۔

قیمتِ خود ہر دو عالم گفتۂ

اے اللہ! آپ نے اپنی قیمت دونوں جہاں فرمائی ہے۔

نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

آپ اپنا بھاؤ اور بڑھائیے، ابھی تو آپ سستے معلوم ہوتے ہیں۔ آج ہم سے ذرا سی تکلیف نہیں اُٹھائی جاتی کہ نظر بچانے سے بہت تکلیف ہوتی ہے، کیسے نظر بچائیں، جب تکلیف نہیں اُٹھائیں گے تو اللہ کیسے ملے گا۔ ارے! یہ غم تو بڑی نعمت ہے، قیامت کے دن کہہ تو سکو گے کہ اللہ! آپ کے راستے میں بڑا غم اُٹھا کر آئے ہیں۔

مشاہدہ بقدرِ مجاہدہ

میں نے چند دن پہلے ایک مثال دی تھی۔ اب پھر سنائے دیتا ہوں کہ ایک دوست آپ کے پاس آتا ہے اور آپ کے کچھ دُشمن بھی ہیں جو آپ کے پاس آنے والوں کو چاقو مارتے ہیں۔ تو ایک دوست نے ایک چاقو بھی نہیں کھایا۔ دوسرے نے دس چاقو کھائے اور تیسرے نے پچاس کھائے۔ تینوں آپ کے پاس پہنچیں گے تو بتائیے آپ عشق میں کس کو زیادہ نمبر دیں گے؟ جو پچاس چاقو کھا کر آیا ہے۔ جس کو ایک چاقو بھی نہیں لگا وہ تو جنگل میں رہتا ہے جہاں عورتیں نظر نہیں آتیں، نظر بچانے کا کوئی مجاہدہ نہیں لٰہذا زخم ہی نہیں کھاتا، اور جس کو دس چاقو لگے وہ کسی ایسی بستی صالحین میں رہتا ہے جہاں اکثر عورتیں برقعہ میں رہتی

ہیں اور تیسراری یونین میں رہتا ہے جہاں عورتیں عریاں پھر رہی ہیں، اس کو قدم قدم پر مجاہدہ ہے، ہر نظر بچانے پر ایک زخم دل پر لگ جاتا ہے، اس کو اللہ تک پہنچنے میں پچاس چاقو لگے ہیں۔ تو کیا اللہ تعالیٰ ارحم الراحمین یہاں کے مسلمانوں کو ایسے ہی زخم خوردہ چھوڑ دیں گے اور اپنے قرب کی مٹھاس نہ چکھائیں گے؟ میں کہتا ہوں کہ یہاں صرف نظر کی حفاظت کرلے، ایمان کی وہ مٹھاس عطا فرمائیں گے جو اور جگہ ملنا مشکل ہے کیوں کہ یہاں مجاہدہ زیادہ ہے تو مشاہدہ بھی اسی کے بقدر ہوگا۔ اگر یہاں ذرا ہمت سے کام لے تو آدمی زبردست ولی اللہ بن سکتا ہے۔ یہاں کوئی اگر تہجد، اشراق، چاشت کچھ نہ پڑھے، صرف فرض، واجب، سنتِ مؤکدہ ادا کرے اور نظر کی حفاظت کرے تو اولیائے صدیقین میں شامل ہو سکتا ہے۔ ایمان کی ایسی حلاوت عطا ہوگی کہ بڑے بڑے تہجد گزار اس کو نہیں پاسکتے۔

ہاں تو تبتل کی تفسیر عرض کررہا تھا کہ غیر اللہ سے یکسوئی جب ملے گی جب اللہ ملے گا، ستارے جب معدوم ہوں گے جب سورج نکلے گا، رات جب بھاگے گی جب آفتاب طلوع ہوگا۔ پہلے اللہ کو دل میں لاؤ، اللہ کا نام لینا شروع کردو، غیر اللہ خود ہی دل سے نکل جائے گا اور آپ کا دل اللہ سے چپکتا چلا جائے گا، جو خالق مقناطیس ہے جس کی پیدا کردہ مقناطیس سے آج دنیا کا گولا فضاؤں میں پڑا ہوا ہے، نیچے کوئی کھمبا نہیں ہے۔ جو اللہ اتنا بڑا مقناطیس پیدا کرسکتا ہے کہ دنیا کا اتنا بڑا گولا جس پر سمندر اور پہاڑ سب لدے ہوئے ہیں بغیر کسی سہارے کے فضاؤں میں معلق پڑا ہوا ہے، اس اللہ کے نام میں کتنی چپک، کتنا مقناطیس اور کتنی کشش ہوگی۔ آہ! اللہ کا نام لے کر تو دیکھو، اپنی ذاتِ پاک سے ایسا چپکالیں گے کہ ساری دنیا آپ کو ایک بال کے برابر الگ نہیں کرسکتی۔

مثنوی سے تبتل کی مزید وضاحت

اس تبتل اور یکسوئی کی تفسیر مولانا رومی نے ایک اور واقعہ میں عجیب انداز سے کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک مچھر نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں درخواست کی کہ حضرت یہ ہوا مجھ کو پیٹ نہیں بھرنے دیتی، جب بھوک میں کسی انسان کا میں خون چوستا ہوں تو ہوا آتی ہے اور میرے قدم اکھاڑ دیتی ہے اور مجھے میلوں بھگا دیتی ہے۔ حضرت

www.khanqah.org

سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ اچھا! آپ تو مدعی ہوگئے۔ اب میں مدعاعلیہ کو بلارہاہوں کیوں کہ مقدمہ کے فیصلے کے لیے دونوں کا حاضر ہونا ضروری ہے اور ہوا کو حکم دیا کہ اے ہوا! آجا۔ مچھر کا تجھ پر دعویٰ ہے۔ ہوا جو آئی تو مچھر صاحب بھاگے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو ہنسی آگئی کہ اچھا مدعی ہے کہ مدعاعلیہ کے آتے ہی بھاگ گیا، تھوڑی دیر میں ہوا کو حکم دیا کہ اچھا! واپس جا اور پھر مچھر کو بلایا کہ تم کیوں بھاگے، کہا کہ یہی تو رونا ہے کہ جب یہ ظالم ہوا آتی ہے تو میرے پیر اکھڑ جاتے ہیں اور بغیر بھاگے نہیں بنتی۔

یہ واقعہ بیان کرکے مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ کا آفتاب دل میں آئے گا تو غیر اللہ کو بھاگنے کا راستہ نہیں ملے گا، نور کے آتے ہی ظلمت غائب ہوجائے گی۔ بس اللہ کا نام لینا شروع کردو لیکن کسی اللہ والے کے مشورہ سے۔ مولانا شاہ ابرار الحق صاحب نے فرمایا کہ جس کا کسی بزرگ سے تعلق نہ ہو اور پیر بناتے ہوئے اس کے نفس کو شرم آرہی ہو تو مشیر ہی بنالے۔ مشیر کے معنیٰ ہیں اللہ کے راستے کا مشورہ دینے والا۔ مشورہ سے بھی راستہ معلوم ہوجائے گا۔

اس آیت سے تصوف کے دو مسئلے ثابت ہوگئے: ذکر اسمِ ذات کا اور یکسوئی کا۔ آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ تم کو یکسوئی اس لیے نہیں ہوتی کہ ذکر کے وقت تم کو دن کے کام یاد آتے ہیں کہ آج فلاں فلاں کام کرنا ہے۔ جہاں تسبیح اُٹھائی اور وسوسے شروع کہ ابھی دکان سے ڈبل روٹی اور انڈا لینا ہے۔ اس کے بعد رات کو جب اللہ کا نام لینے بیٹھے تو یاد آیا کہ یہ کام کرنا ہے، وہ کام کرنا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے ہمارا نام لینے والو! میں مشرق کا رب ہوں، تمہارا جو رب سورج کو نکال سکتا ہے اور دن پیدا کرسکتا ہے کیا وہ تمہارے دن کے کاموں کے لیے کافی نہیں ہوسکتا؟ کیا اسلوبِ بیان ہے۔ دیکھیے! اللہ تعالیٰ کے کلام کی بلاغت کہ میں ربّ المشرق ہوں، میں آفتاب نکالتا ہوں اور دن پیدا کرتا ہوں، جو دن پیدا کرسکتا ہے وہ تمہارے دن کے کام نہیں بناسکتا؟ دن پیدا کرنا زیادہ مشکل ہے یا پانچ کلو آٹا دینا مشکل ہے؟ جس کی تمہیں فکر پڑی ہوئی ہے۔ ان وساوس کی طرف خیال نہ کرو جو شیطان تمہارے دلوں میں ڈالتا ہے، سوچ لو کہ ہمارا اللہ ہمارے دن بھر کے کاموں کے لیے کافی ہے، اور جب رات میں وسوسہ آئے تو کہہ دو وہ ربّ المغرب بھی ہے۔ جو اللہ رات کو پیدا کرسکتا ہے

وہ رات کے کاموں کے لیے بھی کافی ہے ۔

تو لے اللہ کا نام
تیرا سب بنے گا کام

آگے ارشاد ہے لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ غیر اللہ کو دل سے نکالو، جتنا تمہارا لَا اِلٰہَ قوی ہوگا اتنا ہی تم کو اللہ ملتا جائے گا۔

نکھرتا آرہا ہے رنگِ گلشن
خس و خاشاک جلتے جارہے ہیں

اللہ کی تجلّی غیر اللہ سے پاکی۔

ذکرِ نفی واثبات کا ثبوت

تصوف میں دو اذکار ہیں: اسمِ ذات اور نفی و اثبات۔ فرمایا کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ جو ہے اس سے صوفیا کے ذکر نفی و اثبات کا ثبوت ملتا ہے۔ تفسیر مظہری دیکھ لیجیے۔[۱۸] آج میں تصوف کو تفسیروں کے حوالہ سے پیش کررہا ہوں تاکہ علماء یہ نہ سمجھیں کہ تصوف یوں ہی صوفیوں کا بنایا ہوا ہے۔ کمال ہے قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کا جن کے لیے ان کے پیر نے کہا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کو پیش کروں گا، اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ شخص اپنے وقت کا امام بیہقی ہے۔ وہ اپنی تفسیر میں تصوف کو قرآنِ پاک سے ثابت کررہے ہیں۔ ذکر اسم ذات، تبتل یعنی غیر اللہ سے یکسوئی اور ذکر نفی و اثبات تصوف کے یہ تین مسئلے ثابت ہوگئے۔

تصوف کے مسئلۂ توکل کا ثبوت

آگے فرماتے ہیں فَاتَّخِذۡهُ وَكِيۡلًا جب میں اتنا بڑا ربّ ہوں کہ دن پیدا کرسکتا ہوں اور رات پیدا کرسکتا ہوں تو پھر تم دن رات کے کاموں کے بارے میں وسوسے کیوں

---

۱۸ التفسیر المظھری: ۱۰/۱۱۱، المزمل (۹)، دار احیاء التراث، بیروت

لاتے ہو؟ تم مجھ کو یعنی اللہ کو اپنا وکیل بنالو۔ مجھ سے زیادہ کون تمہارا وکیل اور کارساز ہو سکتا ہے؟ اس آیت سے چوتھا مسئلہ توکل کا ثابت ہو گیا جس کی صوفیا تعلیم دیتے ہیں۔

سلوک کے مقامِ صبر کا ثبوت

اور اگلی آیت سے سلوک کا ایک بہت اہم مسئلہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ ثابت کرتے ہیں اور وہ ہے دُشمنوں کے مظالم پر صبر کرنا۔ دنیادار صوفیوں کا مذاق اُڑاتے ہیں کہ دیکھو تسبیح لیے مکار لوگ جارہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ اور یہ لوگ جو جو باتیں کرتے ہیں ان پر صبر کرو۔ اسی طرح اللہ کے راستے میں نفس و شیطان بھی ستاتے ہیں۔ کبھی شیطان کہے گا کہ فلاں گناہ کرلو اور کبھی نفس بھی ستائے گا اور بار بار تقاضا کرے گا کہ ارے! یہ شکل بہت حسین ہے اس کو دیکھ ہی لو، بعد میں توبہ کرلینا۔ نفس و شیطان کے ورغلانے کے وقت بھی یہی آیت پڑھ دو وَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ دُشمن جو باتیں کررہے ہیں اُن پر صبر کرو۔

صبر کی تین قسمیں

اور صبر تین طریقے سے ہوتا ہے اور صبر کے تین صلے آتے ہیں یعنی فِیْ، عَنْ اور عَلٰی، اَلصَّبْرُ فِی الْمُصِیْبَۃِ۔ مصیبت میں صبر کرو۔ اس وقت اللہ پر اعتراض نہ کرو بلکہ راضی برضا رہو، اور اَلصَّبْرُ عَنِ الْمَعْصِیَۃِ معصیت پر صبر کرو۔ گناہ کے کتنے ہی تقاضے ہوں لیکن اللہ کے راستے پر جمے رہو، اور اَلصَّبْرُ عَلَی الطَّاعَاتِ عبادات پر قائم رہو۔[۱۹] خواہ دل نہ چاہے اور عبادت میں مزہ نہ آئے لیکن معمولات نہ چھوڑو۔ یہ صبر کی تین قسمیں ہیں۔ تو باطنی دُشمن یعنی نفس و شیطان جو کہیں اس پر بھی صبر کرو اور ان کے کہنے پر عمل نہ کرو۔ اسی طرح تمہارے ظاہری دُشمن اور حاسدین تم پر اعتراض کریں گے کہ بڑے صوفی بن گئے، گول ٹوپی لگائے پھرتے ہیں، تسبیح لے کر مخلوق کو دھوکا دیتے ہیں۔ کسی کے اعتراض کا جواب نہ دو۔ وَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ ان کی باتوں پر صبر کرو۔

---

۱۹ مرقاۃ المفاتیح: ۶/۲، کتاب الطھارۃ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

www.khanqah.org

ہجرانِ جمیل کا ثبوت

اور وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا اور خوبصورتی کے ساتھ ان سے الگ ہو جاؤ۔ الگ ہونا یہ ہے کہ کوئی تعلق نہ رکھو اور خوبصورتی سے یہ ہے کہ ان کی شکایت اور انتقام کی فکر میں نہ پڑو، اور یہ آخری مسئلہ ہے تصوف کا ہجرانِ جمیل جس کو تفسیر مظہری میں اس آیت سے ثابت کیا گیا ہے۔

ہجرانِ جمیل کیا ہے؟

اور ہجرانِ جمیل کی تفسیر مفسرین نے یہ کی ہے: اَلْهِجْرَانُ الْجَمِيْلُ الَّذِیْ لَاشِكْوٰی فِيْهِ وَلَا انْتِقَامَ خوبصورتی کے ساتھ الگ ہونا یہ ہے جس میں شکایت نہ ہو اور انتقام کا ارادہ بھی نہ ہو۔ کیوں کہ جس نے اپنے دُشمن سے انتقام لیا وہ مخلوق میں پھنس گیا اور جو مخلوق میں پھنس گیا اس کو خالق کیسے ملے گا؟ اسی لیے علامہ ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالہ قشیریہ میں فرماتے ہیں: اِنَّ الْوَلِیَّ لَا یَكُوْنُ مُنْتَقِمًا وَالْمُنْتَقِمَ لَا یَكُوْنُ وَلِیًّا کوئی ولی اللہ منتقم نہیں ہوتا اور کوئی منتقم ولی اللہ نہیں ہو سکتا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کیا فرمایا تھا؟ لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْكُمُ الْیَوْمَ تم پر آج کوئی الزام نہیں۔ ارے! یہ تو شیطان نے ہمارے تمہارے درمیان فساد ڈلوادیا تھا۔ تم نے کوئی گڑبڑ تھوڑی کی تھی۔ آہ! اپنے بھائیوں کی دلجوئی بھی کررہے ہیں تاکہ ان کو ندامت بھی نہ رہے۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دین کے خدام کو یہی اخلاق رکھنے چاہئیں ورنہ اگر بدلہ و انتقام کی فکر میں پڑے تو دل مخلوق میں پھنس جائے گا اور پھر دین کا کام نہیں ہو سکتا، لہٰذا اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے بیان القرآن کے حاشیہ میں مسائل السلوک کے تحت یہ مسئلہ بیان فرمایا کہ مَنْ یَّنْظُرُ اِلٰی مَجَارِی الْقَضَاءِ لَا یُفْنِیْ اَیَّامَهٗ بِمُخَاصَمَةِ النَّاسِ جس شخص کی نظر مجاری قضا پر ہوتی ہے، مشیتِ الٰہیہ، اللہ تعالیٰ کے فیصلوں پر ہوتی ہے، وہ اپنی زندگی کے دنوں کو مخلوق کے جھگڑے میں ضایع نہیں کرتا اور وہی کہتا ہے جو حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْكُمُ الْیَوْمَ تم پر کوئی الزام نہیں کیوں کہ جانتے تھے کہ بغیر مشیتِ الٰہی کے یہ بھائی مجھے کنویں میں نہیں ڈال سکتے تھے۔

www.khanqah.org

بھلا ان کا منہ تھا مرے منہ کو آتے
یہ دُشمن ان ہی کے اُبھارے ہوئے ہیں

دنیا میں جو تکلیف بھی پہنچتی ہے سب میں ہماری تربیت اور ہمارا نفع ہے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کے تکوینی راز ہیں، لہٰذا جس کی نظر اللہ پر ہوتی ہے وہ کہتا ہے کہ جاؤ میاں! معاف کیا، مجھے اپنے اللہ کو یاد کرنا ہے، تمہارے چکر میں کیوں رہوں۔ اس کو معاف کیا اور دل کو اللہ کے ساتھ لگا دیا۔

دل کو اللہ کے لیے خالی کرلیا

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ خانقاہ تھانہ بھون سے گھر تشریف لے جارہے تھے۔ مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی ساتھ تھے۔ حضرت نے جیب سے کاغذ نکالا، پینسل سے کچھ لکھا اور جیب میں رکھ لیا اور پوچھا کہ مفتی صاحب بتاؤ! میں نے کیا کیا؟ عرض کیا کہ حضرت آپ نے کاغذ نکالا، پینسل نکالی اور کچھ لکھ کر جیب میں رکھ لیا اور مجھے کچھ نہیں معلوم کہ کیا کیا۔ فرمایا کہ ایک کام یاد آگیا تھا، بار بار وسوسہ آرہا تھا کہ کہیں بھول نہ جاؤں، کہیں بھول نہ جاؤں، دل اس میں مشغول ہوگیا تھا، میں نے اپنے دل کا بوجھ کاغذ پر رکھ کر دل کو پھر اللہ کے لیے خالی کرلیا۔ یہ ہیں اللہ والے جو دل کو اللہ کے سوا کسی چیز میں مشغول نہیں ہونے دیتے اور مخلوق کی خطاؤں کو معاف کرکے اپنے اللہ کے ساتھ مشغول ہوجاتے ہیں۔

البتہ ایسے لوگوں سے خوبصورتی کے ساتھ الگ ہوجاتے ہیں کہ نہ ان سے انتقام لیتے ہیں اور نہ ان کی شکایت و غیبت کرتے ہیں۔ جس کو اللہ سے تعلق ہوتا ہے اس کو اتنی فرصت کہاں کہ مخلوق میں اُلجھا رہے، وہ تو زیادہ سے زیادہ یہ دعا پڑھ لے گا جو حدیثِ پاک میں ہے کہ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ ثَاْرَنَا عَلٰی مَنْ ظَلَمَنَا۔[۲۰] اے اللہ! میری طرف سے آپ انتقام لیجیے جنھوں نے مجھ پر ظلم کیا۔ وہ تو اپنے معاملات کو اللہ کے حوالے کردے گا۔ جیسے چھوٹا بچہ اپنے ابا سے کہہ دیتا ہے کہ ابا فلانے نے ہم کو طمانچہ مارا ہے، اس کے بعد اس کو فکر بھی نہیں ہوتی کہ ابا کیا کریں گے۔ اسے اعتماد ہوتا ہے کہ ابا اپنی شفقت و محبت کی وجہ سے ضرو

---

۲۰ جامع الترمذی:۱۸۸/۲،باب من ابواب جامع الدعوات،ایچ ایم سعید

www.khanqah.org

رکھ کریں گے۔ اسی طرح آپ بھی اللہ سے کہہ کر بے فکر ہو جائیں۔ دو رکعات صلوٰۃ الحاجت پڑھ کر، اللہ تعالیٰ سے درخواست لگا کر بے فکر ہو جائیے اور اللہ کے ذکر اور تلاوت اور دین کے کام میں لگ جائیے۔ اس خیال کو بھی چھوڑیے کہ دیکھیے! اللہ تعالیٰ اب کیا کرتے ہیں، وہ ارحم الراحمین ہیں، جو بات ہمارے لیے مفید ہوگی اس کا ظہور فرمادیں گے۔

تین دن سے زیادہ ترک کلام کی تفصیل

تو ہجرانِ جمیل یہ ہے کہ موذیوں اور معاندین سے جدا ہو جاؤ، مگر انتقام نہ لو، نہ شکایت کرو۔ تین دن سے زیادہ بولنا چھوڑ دینا جو حرام ہے، یہ ان کے لیے ہے جو معمولی دنیاوی باتیں ہو جاتی ہیں کہ شادی میں نہیں آئے، غمی میں نہیں آئے یا باتوں باتوں میں تکرار ہوگئی اور کوئی سخت جملہ زبان سے نکل گیا، لیکن جو مسلسل ستارہا ہو، مستقل موذی ہو جس کا مزاج ہی بچھو کی طرح ہو کہ جب آتا ہے فتنہ مچاتا ہے، بھائی بھائی کو لڑادیتا ہے، کوئی ایسی بات کہہ جاتا ہے کہ اب میاں بیوی میں لڑائی ہو رہی ہے۔ ایسے مفسدین کے لیے مُلّا علی قاری شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں کہ ایسے شخص سے ہمیشہ کے لیے ترکِ تعلق جائز ہے، چاہے وہ دینی ضرر پہنچارہا ہو یا دنیا کا، اور فرمایا کہ رُبَّ صَرْمٍ جَمِيْلٍ خَيْرٌ مِّنْ مُّخَالَطَةٍ تُؤْذِيْهِ[۲۱] بعض جدائی موذی میل جول سے بہتر ہے یعنی ایسے شخص سے جدا ہو جانا اس میل جول سے بہتر ہے جو مستقل ایذا کا سبب ہے۔ بعضے رشتہ دار سے مجھے یہی کرنا پڑا، جتنا جھکتے جاؤ اتنا ہی اور ستاتا تھا۔ بعضوں کے مزاج میں ایسا فساد ہوتا ہے کہ ان کی اصلاح محال ہے جیسے کتے کی دُم کہ دس سال تک نلکی میں رکھو لیکن جب نکالو گے تو ٹیڑھی ہی نکلے گی۔ پھر جب میں نے ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی یہ شرح دیکھی تو مفتی رشید احمد صاحب سے تصدیق کی۔ فرمایا کہ اس پر محدثین کا بھی اجماع ہے اور فقہاء کا بھی اجماع ہے اور حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب کو بھی لکھا۔ حضرت نے فرمایا کہ بہترین مشورہ ہے۔ آخر میں کئی سال کے بعد ان کو ہدایت ہوگئی اور معافی مانگ کر پھر آگئے۔ البتہ ایسے معاملات میں پہلے اپنے بزرگوں سے مشورہ بھی کرلے

---

[۲۱] مرقاۃ المفاتیح:۹/۲۶۲،باب ماینھی من التھاجر والتقاطع،المکتبۃ الامدادیۃ،ملتان

www.khanqah.org

تاکہ نفسانیت نہ ہو۔

اب دو مسئلے رہ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۂ مزمل کے شروع میں فرمایا یٰۤاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ اے چادر میں لپٹنے والے! اس عنوانِ خطاب سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ محبوبیت ظاہر ہوتی ہے۔ کفار کی باتوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رنج ہوا جس کی وجہ سے آپ چادر میں لپٹ گئے جیسا کہ اکثر غم میں آدمی چادر اوڑھ کر لیٹ جاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ ایک سنت یہ بھی ہے کہ غم میں بھی کبھی چادر اوڑھ کر لیٹ جائے۔ اگر لوگوں کے طنز واعتراض سے، یا گناہ چھوڑنے سے، کسی حسین کو نہ دیکھنے سے غم ہو تو چادر اوڑھ کر لیٹ جاؤ، چادر اوڑھنا بھی تو سنت ہے۔

قیامِ لیل کا ثبوت

قُمِ الَّیۡلَ اِلَّا قَلِیۡلًا [٢٢] اس آیت میں قیامِ لیل کا بیان ہے۔ صوفیا نے ہمیشہ نمازِ تہجد کا اہتمام کیا ہے۔ اب کیوں کہ ضعف کا زمانہ آگیا، اب اکثر لوگوں سے تین بجے رات کو نہیں اُٹھا جاتا۔ حکیم الامت مجد دالملت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے امداد الفتاویٰ میں اور علامہ ابنِ عابدین رحمۃ اللہ علیہ نے فتاویٰ شامی میں فرمایا کہ جو شخص عشاء کی نماز کے چار فرض اور دو سنت پڑھ کر وتر سے پہلے چند نفل پڑھ لے تو یہ شخص بھی تہجد گزاروں کے ساتھ اُٹھے گا۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت نقل کی ہے:

كُلُّ مَا كَانَ بَعْدَ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ فَهُوَ مِنَ اللَّيْلِ

لٰہذا علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَهٰذَا يُفِيْدُ اَنَّ هٰذِهِ السُّنَّةَ تَحْصُلُ بِالتَّنَفُّلِ بَعْدَ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ قَبْلَ النَّوْمِ [٢٣]

یعنی تہجد کی سنت حاصل ہو جائے گی اس شخص کو جو عشاء کی نماز کے بعد وتر سے پہلے چند نفل پڑھ لے۔ اور ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے:

---

٢٢ المزمل:١-٢

٢٣ ردالمحتار:٢/٤٦٧، مطلب فی صلوٰۃ الیل، مطبوعۃ، ریاض

www.khanqah.org

لَيْسَ مِنَ الْكَامِلِيْنَ مَنْ لَّا يَقُوْمُ اللَّيْلَ[٢٤]

جو قیامِ لیل نہیں کرتا وہ کاملین میں سے نہیں ہے۔ اور علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ کم سے کم دو رکعات تہجد بھی سنت سے ثابت ہے لہٰذا سونے سے پہلے اگر دو رکعات پڑھ لی جائیں تو کاملین کی فہرست میں شامل ہونے کے قابل ہو جائیں۔ دو رکعات تو ہر شخص پڑھ سکتا ہے، پھر اگر آدھی رات کے بعد آنکھ کھل جائے تو سبحان اللہ، کون منع کرتا ہے، پھر کچھ نوافل پڑھ لیجیے، لیکن آج کل عام صحت کے حالات رات کے وقت اُٹھنے کے متحمل نہیں۔ خصوصاً علم دین پڑھانے والوں کے لیے کہ دن بھر پڑھا کر دماغ پہلے ہی چورا ہو جاتا ہے لہٰذا ایسے کمزوروں کو چاہیے کہ وتر سے پہلے کم از کم دو رکعات پڑھ لیں، توبہ کی نیت سے، حاجت کی نیت اور تہجد کی نیت سے، دو رکعت میں تین مزے لیجیے اور بعد میں دعا کر لیجیے کہ اے اللہ! جب سے بالغ ہوا ہوں، میری مستلذاتِ محرمہ کو معاف فرما دیجیے اور میری ان خوشیوں کو معاف کر دیجیے جن سے آپ ناخوش ہوئے ہوں۔ غرض میرے ہر گناہ کو معاف فرما دیجیے اور میری دنیا و آخرت کی سب حاجتیں پوری کر دیجیے۔ لیکن میری سب سے بڑی حاجت یہ ہے کہ آپ مجھے مل جائیے، آپ مجھ سے خوش ہو جائیے۔ آہ! اس سے بڑھ کر اور کیا حاجت ہو گی۔ اس سے بڑی ہماری اور کیا حاجت ہے کہ اے اللہ! آپ ہم سے خوش ہو جائیں ؎

کوئی تجھ سے کچھ کوئی کچھ مانگتا ہے
الٰہی میں تجھ سے طلب گار تیرا

یعنی اے اللہ! میں آپ سے آپ ہی کو مانگ رہا ہوں۔ بتائیے! کسی باپ کے کئی بیٹے ہوں، ایک کہتا ہے کہ ابا مجھے اس پہاڑ پر ایک خوبصورت مکان بنوا دیجیے، کوئی کہتا ہے کہ اپنی کار دے دیجیے، کسی نے کہا کہ مجھے اپنے جنرل اسٹور کی دکان دے دیجیے اور ایک بیٹا کہتا ہے کہ ابا مجھے کچھ نہیں چاہیے مجھے تو آپ ہی چاہئیں، آپ مجھ سے خوش ہو جائیے، میں آپ سے آپ کو مانگتا ہوں۔ بتائیے! باپ کس سے زیادہ خوش ہو گا؟ اس سے ہی زیادہ خوش ہو گا جو صرف باپ کی رضا مانگ رہا ہے، اور سب سے زیادہ اس کو ہی دے گا۔ پس ربّ العالمین بھی ان بندوں کو

---

[٢٤] مرقاۃ المفاتیح: ۱۴۸/۳، باب التحضیض علٰی قیام اللیل، المکتبۃ الامدادیۃ، ملتان

www.khanqah.org

سب سے زیادہ دیں گے جو صرف اپنے ربّ کی خوشی مانگتے ہیں، جو عاشقِ ذاتِ حق ہیں، اللہ سے اللہ کو مانگتے ہیں۔ یہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے ؎

کوئی تجھ سے کچھ کوئی کچھ مانگتا ہے
الٰہی میں تجھ سے طلب گار تیرا

غلافِ کعبہ پکڑ کر حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ یہ دعا کر رہے ہیں کہ اے اللہ! میں آپ سے آپ کو مانگ رہا ہوں۔ کیا حوصلہ ہے، کیا بلندی عزائم ہے، کیا بلندی فہم ہے، کیسا مبارک شخص ہے وہ جو تخت و تاج سے، چاند و سورج سے، زمین و آسمان کے خزانوں سے صَرفِ نظر کر کے اللہ سے اللہ کو مانگتا ہے۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

جو تُو میرا تو سب میرا فلک میرا زمیں میری
اگر اک تُو نہیں میرا تو کوئی شے نہیں میری

تو اس سورۂ پاک کے شروع میں قیامِ لیل کا مسئلہ نازل فرمایا، قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا[۲۵] سے معلوم ہوا کہ رات بھر مت جاگو ورنہ صحت خراب ہو جائے گی۔ جن صوفیوں نے جوش میں رات بھر جاگنا شروع کیا کچھ دن کے بعد سب ختم اور طَلَبُ الْكُلِّ فَوْتُ الْكُلِّ کا مصداق ہو گئے، سب چھوڑ چھاڑ دیا حتیٰ کہ فرض بھی نہیں پڑھتے۔

تلاوتِ قرآن کا ثبوت

اس کے بعد قرآن شریف کو ترتیل سے پڑھنے کا حکم نازل فرمایا:

وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ؕ[۲۶]

اور قرآن کو خوب صاف صاف پڑھو۔ اور ترتیل کی تعریف کیا ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ترتیل کی تفسیر منقول ہے:

۲۵؎ المزمل:۲

۲۶؎ المزمل:۴

www.khanqah.org

تَجْوِیْدُ الْحُرُوْفِ وَمَعْرِفَۃُ الْوُقُوْفِ

کہ حروف بھی صحیح ہوں یعنی مخارج سے ادا ہوں اور کہاں سانس توڑیں اس کی معرفت ہو۔

منتہی کے اسباق کا ابتدا میں نازل ہونے کا راز

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں قیامِ لیل اور تلاوتِ قرآن یہ دونوں کام منتہی کے اسباق ہیں۔ جتنے اولیاء اللہ ہیں آخر میں ان کو یہی دو شغف رہ جاتے ہیں، رات کو تہجد پڑھنا اور قرآن کی تلاوت کرنا، یہ دو اعمال منتہی کے سبق ہیں۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ سوال قائم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے منتہی کا سبق پہلے کیوں نازل فرمایا؟ دیکھیے! پہلے موقوف علیہ پڑھاتے ہیں، پھر بخاری شریف ملتی ہے لیکن یہاں معاملہ کیوں برعکس ہوا۔ قیامِ لیل اور تلاوتِ قرآن تو آخری سبق ہے اور ذکر اسمِ ذات اور نفی و اثبات مبتدی و متوسط کے اسباق ہیں۔ تو اعلیٰ مقام اور آخری درجہ کا سبق پہلے کیوں نازل فرمایا۔ اس میں کیا راز ہے؟ اس اشکال کے جواب میں فرماتے ہیں کہ جن پر قرآن نازل ہو رہا تھا چوں کہ وہ سید المنتہین تھے، سید الانبیاء تھے، ان کے مقامِ نبوت کے علو و رِفعت کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے پہلے منتہی کا سبق نازل فرمایا۔ اس کے بعد پھر عام امت کے لیے سبق نازل کیا۔ یہ ترتیب کا راز منکشف کیا علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے۔ اُولٰٓئِكَ اٰبَآئِیْ فَجِئْنِیْ بِمِثْلِهِمْ۔ بس مجلس ختم۔

حضرت جلال آبادی کے چند نصائح

(جامع عرض کرتا ہے کہ اس وقت ایک صاحب نے حضرت والا کو ایک مضمون بیان کرنے کے بارے میں یاد دلایا تو حضرت والا دامت برکاتہم نے فرمایا) ماشاء اللہ! شاباش۔ میں نے ان سے کہا تھا کہ مجھے یاد دلانا، میں ان شاء اللہ تعالیٰ حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحب جلال آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی تین نصیحتیں سناؤں گا۔ حضرت آج سے آٹھ نو سال پہلے میری خانقاہ میں تشریف لائے تھے اور دو گھنٹے بیان فرمایا تھا جس میں سے تین خاص باتیں سناتا ہوں:

www.khanqah.org

تکیہ رکھنے کی سنت

میں نے تکیہ لاکر حضرت کے داہنی طرف رکھا تو فرمایا کہ بائیں طرف رکھو، تکیہ بائیں رکھنا مسنون ہے۔

عرض الاعمال علی الآباء

اور فرمایا کہ جب کوئی سلسلہ میں داخل ہوتا ہے، کسی شیخ کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہے تو سلسلہ کے تمام بزرگانِ دین کی روحیں اس کی طرف متوجہ ہوجاتی ہیں اور سب اس کے لیے دعا مانگتے ہیں۔ اگر یہ بات مولانا مسیح اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ بیان نہ کرتے، کوئی اور بیان کرتا تو اس پر یقین بھی نہ آتا لیکن مولانا جلیل القدر عالم اور جلیل القدر بزرگ ہیں انہوں نے فرمایا کہ سارے اولیاء کی دعائیں اور توجہات سلسلہ میں داخل ہونے والے کے ساتھ شامل ہوجاتی ہیں۔ اور اس کی دلیل جامع صغیر کی یہ روایت ہے:

تُعْرَضُ الْاَعْمَالُ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَالْخَمِیْسِ عَلَی اللہِ وَتُعْرَضُ عَلَی الْاَنْبِیَاءِ وَعَلَی الْاٰبَاءِ وَالْاُمَّهَاتِ یَوْمَ الْجُمُعَةِ فَیَفْرَحُوْنَ بِحَسَنَاتِهِمْ وَتَزْدَادُ وُجُوْهُهُمْ بَیَاضًا وَاِشْرَاقًا فَاتَّقُوا اللہَ وَلَا تُؤْذُوْا مَوْتَاكُمْ[۲۷]

اللہ تعالیٰ کے سامنے دوشنبہ اور جمعرات کے دن اعمال پیش کیے جاتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور جملہ پیغمبروں اور آباء واجداد کے سامنے جمعہ کے دن۔ پس ان کی نیکیوں سے وہ خوش ہوتے ہیں اور ان کے چہرے خوشی سے دمکنے لگتے ہیں۔ پس اللہ سے ڈرو اور اپنے مُردوں کو اپنی بداعمالیوں سے تکلیف نہ دو۔

اس حدیث سے قیاس کیا جاسکتا ہے کہ چاروں سلسلہ کے جو اولیاء ہیں یہ ہمارے روحانی باپ دادا ہیں، عالم برزخ میں ان کو اطلاع ہوجاتی ہے کہ آج فلاں شخص داخل سلسلہ

۲۷؎ کنزالعمال:۱۶/۴۶۹ (۴۵۴۹۳)، بیان الام فی باب برالوالدین، مؤسسۃ الرسالۃ-
کشف الخفاء للعجلونی:۱/۳۱۵ (۹۹۱)، حرف المثناۃ الفوقیۃ

ہوا ہے تو وہ سب اس کے لیے دعائیں مانگتے ہیں۔

اہل سلسلہ کے لیے بشارت

تیسری بات یہ فرمائی کہ ریل میں انجن سے فرسٹ کلاس کے ڈبے بھی لگے ہوتے ہیں جو نہایت شاندار ہوتے ہیں، سیٹیں بھی نہایت عمدہ ہوتی ہیں اور اسی ریل میں تھرڈ کلاس کے ڈبے بھی جڑے ہوتے ہیں جن کی سیٹیں بھی پھٹی ہوئی، اسکرو بھی ڈھیلے، چوں چوں کی بھی آواز آرہی ہے، ہل بھی رہے ہیں لیکن اگر صحیح طرح ریل سے جڑے ہوئے ہیں تو جہاں فرسٹ کلاس کے ڈبے پہنچتے ہیں تھرڈ کلاس کے ڈبے بھی چوں چاں کرتے ہوئے وہیں پہنچ جاتے ہیں۔ اسی طرح اللہ والوں سے جڑ جاؤ، ان سے صحیح تعلق پیدا کرلو، اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ اگر عمل میں ان جیسے نہ بھی ہوسکے، کچھ کمی بھی رہی تو بھی ان شاء اللہ تعالیٰ اس تعلق کی برکت سے توبہ واستغفار وندامت کے سہارے ان کے ساتھ ہی محشور ہوں گے اور جنت تک پہنچیں گے۔ حضرت حکیم الامت مجدد الملت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اللہ والوں سے تعلق رکھنے والا اگر کامل نہ بھی ہوسکا تو تائب ضرور ہوجائے گا، اگر کاملین میں نہ اُٹھایا گیا تو کم سے کم تائبین میں ضرور اُٹھایا جائے گا، اگر زندگی بھر اصلاح نہ ہوئی لیکن مرنے سے کچھ پہلے ان بزرگوں کی برکت سے اللہ تعالیٰ اپنی محبت اور تعلق کو غالب کرکے اور غیر اللہ کے تعلق کو مغلوب کرکے اپنے پاس بلاتا ہے، اللہ والوں سے تعلق رکھنا ضایع نہیں جاتا۔ اس ملفوظ کو میں نے خود پڑھا ہے۔

ارشاداتِ اکابر دلائل کی روشنی میں

یہ چوں کہ حضرت حکیم الامت اور مولانا مسیح اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہما اور ہمارے تمام اکابر کی باتیں ہیں اس لیے ہمیں تو کسی دلیل کی حاجت نہیں ورنہ میں اپنے بزرگوں کے ارشادات کو مدلل پیش کرسکتا ہوں کہ اللہ والوں سے تعلق رکھنے والوں کو توفیق توبہ کیوں ہوتی ہے اور ان کا خاتمہ ایمان پر کیوں ہوتا ہے کیوں کہ کوئی آدمی ایسا ہوسکتا ہے جو کہہ دے کہ ہم ان بزرگوں کو نہیں مانتے، ہمیں تو دلیل چاہیے، اس لیے مولوی کو چاہیے کہ مدلل اسلحہ بھی

رکھے تاکہ ایسوں کو معلوم ہو جائے کہ ہمارے بزرگوں کے ارشادات بے دلیل نہیں لہٰذا میں کہتا ہوں کہ ہمارے اکابر کا یہ ارشاد کہ اللہ والوں سے تعلق و محبت رکھنے والا دائرۂ اسلام سے خارج نہیں ہو سکتا اور اس کا خاتمہ ایمان پر ہوتا ہے، اس کی دلیل بخاری شریف میں موجود ہے:

مَنْ اَحَبَّ عَبْدًا لَا یُحِبُّهٗ اِلَّا لِلّٰهِ...الخ[٢٨]

جو شخص کسی بندے سے اللہ کے لیے محبت رکھتا ہے اس کو ایمان کی مٹھاس ملے گی۔

اس حدیث کے تین جز ہیں: ایک یہ کہ اس کا ایمان اتنا قوی ہو کہ اللہ و رسول سے بڑھ کر کسی سے محبت نہ ہو۔ دوسرا یہ کہ ایمان اس کو اتنا محبوب ہو کہ کفر کی طرف لوٹنا اس کو ایسا ناپسند ہو جیسے آگ میں ڈالا جانا ناپسند ہوتا ہے۔ اور تیسرا یہ کہ کسی سے صرف اللہ کے لیے محبت کرے۔ ان تینوں طبقوں کو از روئے حدیث حلاوتِ ایمانی ملے گی اور حلاوتِ ایمانی کی شرح میں ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَقَدْ وَرَدَ اَنَّ حَلَاوَةَ الْاِیْمَانِ اِذَا دَخَلَتْ قَلْبًا لَا تَخْرُجُ مِنْهُ اَبَدًا فَفِیْهِ اِشَارَةٌ اِلٰی بَشَارَةِ حُسْنِ الْخَاتِمَةِ لَهٗ[٢٩]

حلاوتِ ایمانی جس دل کو اللہ دیتا ہے پھر کبھی واپس نہیں لیتا، عطیۂ شاہی ہے۔ شاہ کو غیرت آتی ہے کہ عطیہ دے کر واپس لے کیوں کہ وہ کریم ہے لہٰذا اس میں اس شخص کے لیے حسنِ خاتمہ کی بشارت ہے۔

اللہ والوں کی محبت سے حلاوتِ ایمانی ملی اور حلاوتِ ایمانی سے حسنِ خاتمہ ملا اور یہ سب احادیث کی شرح سے پیش کر رہا ہوں۔ ملّا علی قاری نے لکھا ہے۔ مشکوٰۃ کی شرح مرقاۃ میں دیکھ لیجیے۔ عربی عبارت تک پڑھ دی تاکہ حضراتِ علماء کو مزید یقین آجائے۔

لِیَزْدَادُوْٓا اِیْمَانًا مَّعَ اِیْمَانِهِمْ اَیْ لِیَزْدَادُوْا اِیْمَانَهُمُ الْاِسْتِدْلَالِیَّ الْعَقْلِیَّ الْمَوْرُوْثِیَّ بِالْاِیْمَانِ الْحَالِیِّ الْوِجْدَانِیِّ الذَّوْقِیِّ

---

٢٨ صحیح البخاری: ١/٧، باب من کرہ ان یعود فی الکفر...الخ، المکتبة القدیمیة

٢٩ مرقاة المفاتیح: ١/٤٧، کتاب الایمان، المکتبة الامدادیة، ملتان

www.khanqah.org

(جامع عرض کرتا ہے کہ اس مقام پر احقر نے عرض کیا کہ حضرتِ والا نے ذکر مثبت کی تشریح فرمائی تھی اور ذکر منفی کی تشریح کچھ باقی رہ گئی تھی تو فرمایا کہ) یاد کی دو قسمیں ہیں: نمبر ایک یادِ مثبت اور نمبر دو یادِ منفی۔ یادِ مثبت ہے امتثالِ اوامر اور یادِ منفی گناہ کو چھوڑنا ہے۔ حقیقی ذاکر وہ ہے جو ہر وقت کی عبادت اور احکام کو مان لے اور گناہ کے تقاضوں کو روک لے اور صبر کرے ورنہ جو عبادت کے گنے کا رَس تو چوستا ہے لیکن گناہوں کے جو گنے منہ کو لگے ہوئے ہیں ان کو نہیں چھوڑتا یہ حقیقت میں ذاکر نہیں کیوں کہ گناہوں کے رَس اور لذت کو چھوڑے بغیر اللہ نہیں ملتا۔ اسی لیے لَآ اِلٰہَ مقدم ہے اِلَّا اللہُ پر۔ اِلَّا اللہُ ملنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے پہلے لَآ اِلٰہَ نازل فرمایا کہ غیر اللہ سے جان چھڑاؤ۔ اگر ہمیں حاصل کرنا چاہتے ہو تو مُردوں سے، مرنے والوں سے بچو تب زندہ حقیقی ملے گا۔

ترکِ گناہ کا آسان طریقہ

لیکن گناہ چھوڑنا جس کو مشکل معلوم ہورہا ہو وہ کسی شیخ کی صحبت میں چالیس دن رہ لے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ سب کام بن جائے گا۔ حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو اپنے شیخ کے ساتھ چالیس دن رہ لے اس میں ایک حیاتِ ایمانی اور نسبت مع اللہ پیدا ہوجائے گی جیسے اکیس دن مرغی کے پروں میں انڈا رہے تو اس میں جان آجاتی ہے یا نہیں؟ پھر وہ خود چھلکا توڑ کر باہر آجاتا ہے۔ تو فرمایا کہ چالیس دن کسی اللہ والے کے پاس رہ لو لیکن اس طرح سے کہ خانقاہ سے باہر نہ جاؤ، حتیٰ کہ پان کھانے بھی نہ جاؤ، حدودِ خانقاہ میں پڑے رہو، ان شاء اللہ چالیس دن میں نسبت مع اللہ عطا ہوجائے گی اور یہ بھی فرمایا کہ قیامِ خانقاہ میں تسلسل بھی ضروری ہے، یہ نہیں کہ دس دن رہے پھر گھر چلے آئے اور پھر جاکر دس دن لگادیے، چار قسطوں میں چالیس دن پورے کیے، اس سے خاطر خواہ فائدہ نہیں ہوگا۔ اگر مرغی اور انڈے میں اکیس دن کا تسلسل نہ ہو، کبھی مرغی کو ہش کرکے بھگادیا یا انڈے کو مرغی کے نیچے سے نکال لیا اور دس گھنٹے کے بعد پھر رکھ دیا تو اس فصل سے اور تسلسل کی کمی سے انڈے میں جان نہیں آئے گی اور اس میں بچہ نہیں پیدا ہوگا۔ اسی طرح مسلسل چالیس دن شیخ کی صحبت میں رہے تو نفع کامل ہوگا۔

انوارِ یقین اہل اللہ کے قلوب سے ملتے ہیں

ایک شخص نے لکھا کہ حضرت کیا شیخ سے صرف خط و کتابت سے ہم ولی اللہ نہیں ہوسکتے؟ فرمایا کہ اگر بیوی لاہور میں اور شوہر کراچی میں ہے اور دونوں عمر بھر خط و کتابت کرتے رہیں تو کیا بچہ پیدا ہوگا؟ اصل میں شیخ کی خدمت میں جسم کے ساتھ حاضر رہنے سے شیخ کے قلب سے مرید کے قلب میں انوارِ یقین و انوارِ نسبت منتقل ہوتے رہتے ہیں۔ کتابوں سے ہمیں شریعت کے کمیات ملتے ہیں یعنی مقادیرِ احکامِ شرعیہ کہ مغرب کی تین رکعات ہیں، عشاء کی چار، فجر کی دو ہیں وغیرہ لیکن کس کیفیت سے ہم نماز پڑھیں، کس درد سے سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہیں، کس کیفیتِ ایمانی سے اللہ کا نام لیں۔ یہ کیفیات ملتی ہیں اللہ والوں کے سینوں سے۔ کمیات احکامِ شرعیہ کے ملتے ہیں کتابوں سے اور کیفیاتِ ایمانیہ ملتی ہیں اہل اللہ کے سینوں سے۔ ان کے دل کا نورِ یقین ان کے پاس بیٹھنے والوں کے دلوں میں منتقل ہوجاتا ہے۔ اسی لیے حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اے علمائے دین! میرے علم میں جو برکت آپ دیکھ رہے ہیں یہ خالی کتب بینی سے نہیں حاصل ہوئی بلکہ قطب بینی سے حاصل ہوئی ہے۔ میں نے کتب بینی کے ساتھ قطب بینی بھی کی ہے۔ میں نے شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کی، مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کی، مولانا یعقوب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کی۔ یہ حضرات اپنے وقت کے قطب تھے۔ اگر آج بھی وہ علمائے دین جن کا تعلق کسی سے نہ ہو اگر کسی اللہ والے سے جس سے مناسبت ہو تعلق قائم کرلیں تو زندگی کا مزہ آجائے۔

نفع کا مدار مناسبت پر ہے

لیکن مناسبت شرط ہے، بدون مناسبت کے نفع نہیں ہوتا۔ خون اس کا چڑھواتے ہیں جس سے خون کا گروپ ملتا ہو، جس سے مناسبت ہو اس کے پاس زندگی میں چالیس دن لگانا کیا مشکل ہے۔ اگر اصلاح ہوجائے اللہ مل جائے، جنت مل جائے تو ایسے چالیس دن کی کیا حقیقت ہے، سستا سودا ہے۔ آپ سے جو خطاب کررہا ہے سولہ برس شاہ عبدالغنی صاحب کی

www.khanqah.org

خدمت میں رہا ہے، سترہ سال کی عمر میں بیعت ہوا، جوانی دے کر اور ایک عمر گزار کر اور اللہ والے کی خدمت میں رہنے کا مزہ چکھ کر کہہ رہا ہوں، کیوں کہ ایک آدمی اگر خود چکھا نہ ہو اور بیان کر رہا ہو، چکھنے کی تلقین کر رہا ہو تو دوسرے کو اعتراض کا حق ہوتا ہے لیکن الحمدللہ! اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے بدونِ استحقاق ایک عمر شیخ کی خدمت میں رہنے کا موقع عطا فرمایا۔ یہاں تک کہ شیخ کی رُوح نے میرے سامنے پرواز کی۔ میں نے دعا بھی کی تھی کہ اے اللہ! جب تک شیخ کی زندگی ہے کبھی مجھے شیخ سے جدا نہ فرمائیے۔ اب بھی شیخ سے بے نیاز نہیں ہوں۔ فوراً حضرت شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم کو پیر بنایا۔ عجب وکبر و جاہ کے لیے شیخ کی ڈانٹ اکسیر ہوتی ہے۔ اگر شیخ نہ ہو تو نہ معلوم کتنے مہلک امراض پیدا ہو جاتے ہیں اور مرید کو پتا بھی نہیں چلتا۔ اللہ کا شکر ہے کہ آج بزرگوں کی دُعاؤں کے صدقے میں یہ آپ لوگ میرے پاس بیٹھے ہوئے ہیں۔ بزرگوں کی نظر پڑی ہوئی ہے۔

ایک کتّا دلّی کی مسجد فتح پوری کے دروازے پر بیٹھا ہوا تھا۔ شاہ ولی اللہ صاحب کے بیٹے تفسیر موضح القرآن کے مصنف شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کئی گھنٹے ذکر و عبادت و تلاوت کے بعد مسجد سے نکلے، قلب کا نور چھلک کر آنکھوں میں آرہا تھا سِيمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ۔ سِيمَا کیا چیز ہے؟ نُوْرٌ يَّظْهَرُ عَلٰى وُجُوْهِ الْعَابِدِيْنَ يَبْدُوْ مِنْ بَاطِنِهِمْ عَلٰى ظَاهِرِهِمْ[30] دل کا نور آنکھوں میں آگیا تھا، مسجد سے نکلے تو اس کتے پر نظر پڑگئی۔ حاجی امداد اللہ صاحب کا ارشاد حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ وہ کتا جہاں جاتا تھا دلّی کے سارے کتّے اس کے سامنے ادب سے بیٹھ جاتے تھے، گویا کتوں کا پیر بن گیا۔ اس مقام پر حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے آہ کی ہے۔ حسن العزیز میں ملفوظ ہے، فرمایا کہ ہائے! جن کی نگاہوں سے جانور بھی محروم نہیں رہتے تو انسان کیسے محروم رہیں گے۔ یہ جوش میں آکر آہ کرکے فرمایا۔ دوستو! حکیم الامت کی آہ کی تو ہمیں قدر کرنی چاہیے۔ کس درد سے فرمایا کہ ہائے! جن کی نگاہوں سے جانور بھی محروم نہیں رہتے تو انسان کیسے محروم رہیں گے۔

۳۰؎ روح المعانی: ۲۶/۱۲۵، الفتح (۲۹)، دار احیاء التراث، بیروت

www.khanqah.org

اہل اللہ کی قدر طالبِ خدا کو ہوتی ہے

ایک بات اور عرض کردوں کہ ایک شخص ایک گاؤں میں گیا۔ اس نے پوچھا کہ اس گاؤں میں ہلدی ہے؟ لوگوں نے کہا کہ ہاں ہے۔ کہا یہاں ہلدی کا کیا بھاؤ ہے؟ تو ایک بڈھے نے پوربی زبان میں کہا کہ ہلدی کا کوئی بھاؤ نہیں ہوتا، جتنا چوٹ پرائے یعنی جتنا چوٹ میں درد ہوتا ہے اتنا ہی ہلدی کا بھاؤ ہوتا ہے، درد زیادہ ہو تو ہلدی مہنگی، درد نہ ہو تو ہلدی کی کیا قدر ہے۔ ایسے ہی اللہ والے اللہ کی محبت کی چوٹ رکھنے والے دلوں کے لیے مثل ہلدی کے ہیں، لیکن چوٹ بھی تو ہو، جس کے چوٹ ہی نہیں لگی، جس کو اللہ کی طلب ہی نہیں ہے وہ ظالم کیا جانے کہ اللہ والے کیا ہیں۔ جس کے قلب میں جتنی زیادہ اللہ کی محبت، طلب اور پیاس ہوتی ہے اتنی ہی اہل اللہ کی قدر ہوتی ہے۔ منزل کی محبت راہ بر کی محبت کے لیے مستلزم ہے اور منزل کی محبت جتنی کمزور ہوگی راہ بر کی محبت بھی اتنی ہی کمزور ہوگی۔ جو عاشق منزل ہے وہ عاشقِ راہ بر بھی ہوتا ہے اور جو منزل کا عاشق نہیں وہ راہ بر کا عاشق بھی نہیں ہوتا، کہتا ہے کہ وہ بھی آدمی ہیں اور ہم بھی آدمی ہیں، ان کے بھی ایک ناک اور دو کان ہیں، ہمارے بھی ایک ناک اور دو کان ہیں۔ بیک بینی و دو گوش، یہ بھی بیٹھے ہیں اور ہم بھی۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جسے اللہ والے سے جتنا زیادہ حسن ظن ہوتا ہے اتنا ہی زیادہ اللہ کا فضل اس پر مرتب ہوتا ہے، اور کسی اللہ والے کو صرف اپنی نظر سے مت پہچانو، وقت کے اولیاء اللہ اور تربیت یافتہ علمائے دین کی نظر سے پوچھو کہ ان کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ کیوں کہ ہماری نظر کیا ہے بیمار کی نظر ہے۔

زندگی کا ویزا

غرض جلدی جلدی تیاری کرلیجیے۔ دوستو! آج کل ایمر جنسی ویزے آرہے ہیں، زندگی کی قدر کرلیجیے۔ دیکھیے! مکہ شریف میں مولانا سعدی چائے پی رہے تھے، بالکل جوان، سب بال کالے کہ چائے کی پیالی ہاتھ سے گری اور ختم۔ زیادہ لمبے چوڑے منصوبے مت بنائیے کہ ابھی تو بہت عمر پڑی ہے، ذرا دنیا بنالوں پھر آخرت کا دیکھا جائے گا۔ دوستو! یہ سب

www.khanqah.org

دھوکا ہے، زندگی کا ویزا نامعلوم المیعاد اور ناقابلِ توسیع ہے۔ اس لیے جلدی اللہ کی آغوشِ رحمت میں گر جائیے۔ اللہ پر فدا ہونا بھی اللہ والوں سے آتا ہے۔ اس لیے ہمارے تمام اکابر کا مشورہ ہے کہ جس کا تعلق کسی سے نہ ہو وہ کسی اللہ والے سے جس سے مناسبت ہو اصلاحی تعلق قائم کرے۔ مولانا نجم الحسن صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے قریبی عزیز تھے اور صیانۃ المسلمین میں خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے طرز میں سناتے تھے۔ کراچی آئے، رات کو کھانا کھا کر سو گئے۔ رات کو دو بجے دل میں درد ہوا اور تھوڑی دیر میں ختم ہو گئے۔ کیا پتا تھا کہ یہ اتنی جلدی جانے والے ہیں۔ اسی لیے کہتا ہوں ؎

نہ جانے بلالے پیا کس گھڑی
تو رہ جائے تکتی کھڑی کی کھڑی

(بیان کے بعد موسم اور زیادہ خوشگوار ہو گیا۔ فضا ابر آلود ہو گئی اور بارش کی ہلکی ہلکی پھوار پڑ رہی تھی۔ سامنے سبزہ لدے ہوئے فلک بوس پہاڑوں کا سلسلہ نہایت خوشنما منظر پیش کر رہا تھا۔ اس وقت یہ ارشاد فرمایا جو نقل کر رہا ہوں۔ جامع)

یَا جِبَالَ الْحَرَمْ یَا جِبَالَ الْحَرَمْ

ان رنگین پہاڑوں کو دیکھ کر معلوم ہوتا ہے جیسے دلہن سجی ہوئی ہے، ان کو دیکھ کر الحمدللہ حرم کے پہاڑوں کو یاد کرتا ہوں، دنیا کی رنگینیوں سے اختر اپنے بزرگوں کی جوتیوں کے صدقہ میں دھوکے میں نہیں آتا، ان پہاڑوں کو دیکھ کر میں نے فوراً یہ شعر پڑھا جو میرا ہی ہے ؎

میری نظروں میں تم ہو بڑے محترم
یَا جِبَالَ الْحَرَمْ یَا جِبَالَ الْحَرَمْ

اے حرم کے پہاڑو! خدائے تعالیٰ نے اپنے بیت اللہ کے لیے تمہیں اپنا پڑوسی بنایا ہے، تم سے بڑھ کر کون ہو سکتا ہے؟ تم کو دیکھ کر تجلی کعبہ یاد آتی ہے، کعبہ والا یاد آتا ہے اور ان رنگین پہاڑوں کو دیکھ کر دل ان میں پھنس جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حرم کے پہاڑوں کو چٹیل رکھا تاکہ میرے حاجیوں کا دل کہیں پہاڑوں کی رنگینیوں میں نہ پھنس جائے تاکہ طواف کرتے رہیں،

ملتزم سے چپکے رہیں ورنہ کیمرا لیے ہوئے رنگین پہاڑوں سے چپکے رہتے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا تکوینی راز ہے جو اللہ تعالیٰ نے مکہ شریف میں میرے دل میں ڈالا اور افریقہ کے پہاڑوں پر بھی کہا کہ یہ کتنے ہی خوشنما ہوں مگر مجھے تو اللہ کے گھر کے پہاڑ یاد آرہے ہیں کیوں کہ اُن کو دیکھ کر اللہ یاد آتا ہے اور اِن کو دیکھ کر دل دنیا کی رنگینیوں میں پھنس جاتا ہے، اور یہاں کافر سیاح پہنچتے ہیں اور اُن پہاڑوں پر کوئی کافر نہیں جاسکتا۔ اللہ نے ان کو اپنے دوستوں کے لیے رکھا ہے۔ پس جو پہاڑ منظور نظر انبیاء ہیں، جو پہاڑ منظور نظر اولیاء ہیں ان کو یہ ظالم کیا پاسکتے ہیں جہاں کافر زنا کرتے ہیں اور شراب پیتے ہیں، ان کی پستیاں بھلا کیا پاسکتی ہیں ان عظمتوں کو جہاں جغرافیائی اعتبار سے اللہ تعالیٰ نے اپنا گھر بنایا ہے، اور ہر شخص جو اپنا گھر بناتا ہے سب سے اچھی جگہ بناتا ہے۔ تو سمجھ لیجیے اللہ تعالیٰ اپنا گھر جس جگہ بنائیں اس سے بہتر کون سی جگہ ہوگی۔ لہٰذا سب سے بہتر وہ ماحول، وہ جغرافیہ، وہ جگہ ہے جہاں اللہ نے اپنا گھر بنایا ہے، اس سے بہتر دنیا میں کوئی جغرافیہ نہیں ہوسکتا۔

ہجرت کا تکوینی راز

ایک اور دوسرا مضمون مکہ شریف میں اللہ تعالیٰ نے مجھ سے بیان کرادیا تھا جس پر مدرسہ صولتیہ کے مہتمم مولانا شمیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ پھڑک اُٹھے تھے۔ میں نے عرض کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ قادرِ مطلق ہیں، اگر چاہتے تو اپنے نبی کو ہجرت پر مجبور نہ ہونے دیتے۔ سارے ابوجہل و ابولہب کے لیے ایک فرشتہ بھیج دیتے جو سب کی گردن دبادیتا لیکن ایک تکوینی راز سے اپنے نبی کو اللہ نے مدینہ پاک میں رکھا تاکہ حاجی حج کرنے جب بیت اللہ آئیں تو اللہ پر فدا رہیں اور جب مدینہ پاک جائیں تو روضۂ مبارک پر، رسول اللہ پر فدا رہیں۔ اگر روضۂ مبارک مکہ مکرمہ میں ہوتا تو دلوں کے دو ٹکڑے ہوجاتے، طواف کرتے ہوئے دل چاہتا کہ روضۂ مبارک پر صلوٰۃ و سلام پڑھتے اور صلوٰۃ و سلام پڑھتے ہوئے دل چاہتا کہ طواف کرتے، ملتزم پر ہوتے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ہمارے دلوں کو پاش پاش ہونے سے بچالیا کہ جب بیت اللہ میں رہو تو خدا پر فدا رہو اور جب مدینہ میں رہو تو رسول خدا پر فدا رہو اور صلوٰۃ و سلام پڑھتے رہو۔ مولانا شمیم نے کہا کہ یہ مضمون جلدی نوٹ کرو، آج زندگی میں پہلی دفعہ سن رہا ہوں، اس سے پہلے نہ

کسی کتاب میں دیکھا نہ کسی سے سنا۔ میں نے کہا کہ یہ اللہ والوں کی جوتیوں کا صدقہ ہے، اختر کا کوئی کمال نہیں، بزرگوں کی دعائیں لگی ہیں، ان کی نظریں پڑی ہوئی ہیں۔ اگر کتّے پر اللہ والوں کی نظر سے اثر ہو سکتا ہے تو اختر پر تو الحمد للہ بہت زیادہ اللہ والوں کی نظریں پڑی ہیں۔

دعا

اب دُعا کر لیجیے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی محبتِ کاملہ عطا فرمائے۔ یا اللہ! آپ کا نام بہت بڑا نام ہے، جتنا بڑا آپ کا نام ہے، ہم سب پر اتنی رحمت فرما دیجیے، ہماری دنیا بھی بنا دیجیے، آخرت بھی بنا دیجیے اور ہم سب کو، ہماری اولاد کو، ہمارے رشتہ داروں کو اللہ والا بنا دیجیے، صاحبِ نسبت بنا دیجیے، جو صاحبِ نسبت نہ ہو اس کو نسبت عطا فرما دیجیے، جس کی نسبت ضعیف ہو اس کی قوی فرما دیجیے، جس کی قوی ہو اس کی اقویٰ فرما دیجیے، ہم کو اور ہماری اولاد کو، ہمارے خاندان کو اور ہمارے رشتہ داروں کو، ہم سب کو اولیائے صدیقین کی آخری سرحد تک پہنچا دیجیے اور ہمارے گناہوں کو معاف فرما دیجیے۔ اے اللہ! پہاڑوں کے دامن میں آپ کا جو کچھ نام لیا گیا اس کو قبول فرمائیے اور پہاڑوں کے ذرّہ ذرّہ کو اور پیڑوں کو اور تنکوں کو قیامت کے دن گواہ بنائیے۔ ہمارے ذکر کو قبول فرمائیے۔ ہم میں سے کسی کو محروم نہ فرمائیے۔ اختر کو اور جتنے حاضرین ہیں، علمائے کرام اور غیر علمائے کرام سب کو صاحبِ نسبت بنا دیجیے اور اولیائے صدیقین کی جو آخری سرحد ہے جس کے آگے نبوت شروع ہوتی ہے اور نبوت اب ختم ہو چکی، آپ ہمیں اپنے اولیاء کے آخری اور منتہائے مقام تک اپنی رحمت سے پہنچا دیجیے کیوں کہ آپ کریم ہیں اور کریم کے معنیٰ ہیں:

اَلَّذِیْ یُعْطِیْ بِغَیْرِ اسْتِحْقَاقٍ وَّ بِدُوْنِ الْمِنَّۃِ [۳۱]

کریم وہ ہے جو نالائقوں پر فضل کر دے۔ اے اللہ! مولانا رومی نے آپ کی شان میں فرمایا ہے ؎

اے ز تو کس گشتہ جانِ ناکساں

دست فضل تست در جانہا رساں

---

[۳۱] مرقاۃ المفاتیح: ۳/۲۱۲، باب التطوع، المکتبۃ الامدادیۃ، ملتان

www.khanqah.org

اے اللہ! بہت سے نالائق لوگ آپ کی رحمت سے لائق بن گئے، کتنے گناہ گار آپ کی رحمت سے ولی اللہ ہو گئے، ہماری نالائقیوں پر رحم فرمائیے اور توبہ کی توفیق عطا فرمائیے اور ہم سب کو اللہ والی زندگی، اپنے دوستوں کی حیات نصیب فرمائیے۔ ایک سانس ہم آپ سے غفلت میں گزارنے سے پناہ چاہتے ہیں۔ اے خدا! ہمیں ایسا ایمان و یقین، ایسا خوف، ایسی خشیت ایسی محبتِ کاملہ عطا فرما کہ ہماری زندگی کی ہر سانس آپ پر فدا ہو جائے اور ایک سانس بھی ہم آپ کو ناراض نہ کریں۔

اے اللہ! ری یونین کی سرزمین پر ہمارے بزرگوں کی ایک خانقاہ بھی بنوا دیجیے۔ اس بے پردگی و عریانیوں کے ماحول میں بہت سے اولیاء اللہ پیدا فرمائیے جو مسلمانوں کی راہ نمائی کر سکیں اور ان مرنے والی اور سڑنے والی لاشوں کے خبیث ذوق اور خبیث محبتوں سے ہمارے قلوب کو پاک فرما دیجیے۔ اے اللہ! اے خالق جنت! اے خالق لیلائے کائنات! اے مولائے کائنات! ہمیں دنیا کی لیلائے کائنات سے بے نیاز فرما دیجیے۔ اپنے قرب کی تجلیات میں ہم کو مشغول فرما اور ان مُردوں کے چکر سے ہم کو نجات دے اور ہمارے دلوں کو غیر اللہ کی نجاستوں سے پاک فرما اور ہم سب کو ذاکر شاغل بنا دے۔ اللہ اس تھوڑے سے وقت میں جو ہم نہیں مانگ سکے بغیر مانگے آپ سب کچھ عطا فرما دیجیے۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ مِنْ خَیْرِ مَا سَاَلَكَ مِنْہُ نَبِیُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْہُ نَبِیُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَیْكَ الْبَلَاغُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ بِاَنَّ لَكَ الْحَمْدُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ الْمَنَّانُ بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ بِحَقِّ اَللّٰھُمَّ اِنَّكَ اَنْتَ اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ

اَللّٰھُمَّ اِنَّكَ مَلِیْكٌ مُّقْتَدِرٌ مَا تَشَاءُ مِنْ اَمْرٍ یَکُوْنُ اَسْعِدْنَا فِی الدَّارَیْنِ وَکُنْ لَّنَا وَلَا تَکُنْ عَلَیْنَا وَانْصُرْنَا عَلٰی مَنْ بَغٰی عَلَیْنَا وَاَعِذْنَا

www.khanqah.org

مِنْ هَمِّ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ وَشَمَاتَةِ الْاَعْدَاءِ
وَصَلِّ وَسَلِّمْ يَا رَبِّ عَلٰى نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

يَا رَجَاءَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَا تَقْطَعْ رَجَاءَنَا يَا غِيَاثَ الْمُسْتَغِيْثِيْنَ اَغِثْنَا
يَا مُعِيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِنَّا يَا مُحِبَّ التَّوَّابِيْنَ تُبْ عَلَيْنَا

اے اللہ! آپ ایمان والوں کی آخری اُمید ہیں، اگر آپ نے ہماری اُمیدیں منقطع فرمائیں تو کون ہے جو ہماری اُمیدوں کو پورا کرے گا۔ اے اللہ! ہمیں نفس و شیطان کی غلامی سے نکال کر سو فیصد اپنی غلامی کا شرف عطا فرمائیے اور ہمیں حیات اولیاء سے مشرف فرمائیے۔ یااللہ! اس اجتماع کو قبول فرما، اس مکان کو قبول فرما، اجتماع کرنے والوں اور انتظام کرنے والوں کو قبول فرما، حاضرین کرام کو قبول فرما، سنانے والے کو قبول فرما، سننے والوں کو قبول فرما۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى
عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ
يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

❁❁❁❁

دیدۂ اشک باریدہ

لذّتِ قربِ ندامت گریۂ زاری میں ہے
قربؔ کیا جانے جو دیدۂ اشک باریدہ نہیں

جس کو استغفار کی توفیق حاصل ہو گئی
پھر نہیں جائز یہ کہنا کہ وہ بخشیدہ نہیں

اخترؔ

ولی اللہ بنانے والے چار اعمال

تعلیم فرمودہ

شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

چار اعمال ایسے ہیں کہ جو ان پر عمل کرے گا مرنے سے پہلے ان شاء اللہ تعالیٰ ولی اللہ بن کر دنیا سے جائے گا۔ نفس پر جبر کر کے اللہ کو خوش کرنے کے لیے جو مندرجہ ذیل اعمال کرے گا اس کو پورے دین پر عمل کرنا آسان ہو جائے گا اور وہ اللہ کا ولی ہو جائے گا۔

۱) ایک مٹھی داڑھی رکھنا

بخاری شریف کی حدیث ہے:

خَالِفُوا الْمُشْرِكِيْنَ وَفِّرُوا اللُّحٰى وَاَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ اِذَا حَجَّ اَوِاعْتَمَرَ قَبَضَ عَلٰى لِحْيَتِهٖ فَمَا فَضَلَ اَخَذَهٗ

ترجمہ: مشرکین کی مخالفت کرو داڑھیوں کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو کٹاؤ اور حضرت ابنِ عمر جب حج یا عمرہ کرتے تھے تو اپنی داڑھی کو اپنی مٹھی میں پکڑ لیتے تھے پس جو مٹھی سے زائد ہوتی تھی اس کو کاٹ دیتے تھے۔

بخاری شریف کی دوسری حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنْهَكُوا الشَّوَارِبَ وَاَعْفُوا اللُّحٰى

ترجمہ: مونچھوں کو خوب باریک کتراؤ اور داڑھیوں کو بڑھاؤ۔

پس ایک مٹھی داڑھی رکھنا واجب ہے۔ جس طرح وتر کی نماز واجب ہے، عید الفطر کی نماز واجب ہے، بقر عید کی نماز واجب ہے، اسی طرح ایک مٹھی داڑھی رکھنا واجب ہے اور چاروں اماموں کا اس پر اجماع ہے، کسی امام کا اس میں اختلاف نہیں۔ علامہ شامی تحریر فرماتے ہیں:

www.khanqah.org

أَمَّا أَخْذُ اللِّحْيَةِ وَهِيَ مَا دُوْنَ الْقَبْضَةِ كَمَا يَفْعَلُهُ بَعْضُ الْمَغَارِبَةِ وَمُخَنَّثَةُ الرِّجَالِ فَلَمْ يُبِحْهُ أَحَدٌ

ترجمہ: داڑھی کا کترانا جبکہ وہ ایک مٹھی سے کم ہو جیسا کہ بعض اہل مغرب اور ہیجڑے لوگ کرتے ہیں کسی کے نزدیک جائز نہیں۔

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ بہشتی زیور جلد ۱۱، صفحہ ۱۱۵ پر تحریر فرماتے ہیں کہ داڑھی کا منڈانا یا ایک مٹھی سے کم پر کترانا دونوں حرام ہیں، اور داڑھی داڑھ سے ہے اس لیے ٹھوڑی کے نیچے سے بھی ایک مٹھی ہونی چاہیے اور چہرے کے دائیں اور بائیں طرف سے بھی ایک مٹھی ہونا چاہیے یعنی تینوں طرف سے ایک مٹھی داڑھی رکھنا واجب ہے۔ بعض لوگ سامنے یعنی ٹھوڑی کے نیچے سے تو ایک مٹھی رکھ لیتے ہیں لیکن چہرے کے دائیں اور بائیں طرف سے کترا دیتے ہیں، خوب سمجھ لیں کہ داڑھی تینوں طرف سے ایک مٹھی رکھنا واجب ہے، اگر ایک طرف سے بھی ایک مٹھی سے چاول برابر کم یعنی ذرا سی بھی کم ہو گی تو ایسا کرنا حرام اور گناہِ کبیرہ ہے۔

۲) ٹخنے کھلے رکھنا

پاجامہ، شلوار، لنگی، جبہ اور اوپر سے آنے والے ہر لباس سے ٹخنوں کو ڈھانپنا مردوں کے لیے حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔ بخاری شریف کی حدیث ہے:

مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْإِزَارِ فِي النَّارِ

ترجمہ: ازار (پاجامہ، لنگی، شلوار، کرتہ، عمامہ، چادر وغیرہ) سے ٹخنوں کا جو حصہ چھپے گا دوزخ میں جائے گا۔

معلوم ہوا کہ مردوں کے لیے ٹخنے چھپانا کبیرہ گناہ ہے کیوں کہ صغیرہ گناہ پر دوزخ کی وعید نہیں آتی۔

۳) نگاہوں کی حفاظت کرنا

اس معاملے میں آج کل عام غفلت ہے۔ بد نظری کو لوگ گناہ ہی نہیں سمجھتے حالاں کہ

www.khanqah.org

نگاہوں کی حفاظت کا حکم اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں دیا ہے:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ

ترجمہ: اے نبی! آپ ایمان والوں سے کہہ دیجیے کہ اپنی بعض نگاہوں کی حفاظت کریں۔

یعنی نامحرم لڑکیوں اور عورتوں کو نہ دیکھیں۔ اسی طرح بے داڑھی مونچھ والے لڑکوں کو نہ دیکھیں یا اگر داڑھی مونچھ آ بھی گئی ہے لیکن ان کی طرف میلان ہوتا ہے تو ان کی طرف بھی دیکھنا حرام ہے۔ غرض اس کا معیار یہ ہے کہ جن شکلوں کی طرف دیکھنے سے نفس کو حرام مزہ آئے ایسی شکلوں کی طرف دیکھنا حرام ہے۔ حفاظتِ نظر اتنی اہم چیز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں عورتوں کو الگ حکم دیا يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ اپنی نگاہوں کی حفاظت کریں، جب کہ نماز روزہ اور دوسرے احکام میں عورتوں کو الگ سے حکم نہیں دیا گیا بلکہ مردوں کو حکم دیا گیا اور عورتیں تابع ہونے کی حیثیت سے ان احکام میں شامل ہیں۔

اور بخاری شریف کی حدیث ہے:

زِنَى الْعَيْنِ النَّظَرُ

ترجمہ: آنکھوں کا زنا ہے نظر بازی۔

نظر باز اور زناکار اللہ کی ولایت کا خواب بھی نہیں دیکھ سکتا جب تک کہ اس فعل سے سچی توبہ نہ کرے۔ اور مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے:

لَعَنَ اللهُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ اِلَيْهِ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ لعنت فرمائے بد نظری کرنے والے پر
اور جو خود کو بد نظری کے لیے پیش کرے۔

پس ناظر اور منظور دونوں پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی بد دُعا فرمائی ہے۔ بزرگوں کی بد دعا سے ڈرنے والے سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بد دعا سے ڈریں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کے صدقے ہی میں بزرگی ملتی ہے۔ لہٰذا اگر کسی حسین پر نظر پڑ جائے تو فوراً ہٹا لو ایک لمحہ کو اس پر نہ رُکنے دو۔ پس قرآنِ پاک کی مندرجہ بالا آیاتِ مبارکہ

اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں بد نظری کرنے والے کو تین بُرے القاب ملتے ہیں:

۱)... اللہ ورسول کا نافرمان ۲)... آنکھوں کا زناکار ۳)... ملعون

۴) قلب کی حفاظت کرنا

نظر کی حفاظت کے ساتھ دل کی بھی حفاظت ضروری ہے۔ بعض لوگ نگاہِ چشمی کی تو حفاظت کر لیتے ہیں لیکن نگاہِ قلبی کی حفاظت نہیں کرتے یعنی آنکھوں کی تو حفاظت کر لیتے ہیں لیکن دل کی نگاہ کی حفاظت نہیں کرتے اور دل میں حسین شکلوں کا خیال لاکر حرام مزہ لیتے ہیں، خوب سمجھ لیں کہ یہ بھی حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

يَعۡلَمُ خَآئِنَةَ الۡاَعۡيُنِ وَمَا تُخۡفِي الصُّدُوۡرُ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہاری آنکھوں کی چوری کو
اور تمہارے دلوں کے رازوں کو خوب جانتا ہے۔

ماضی کے گناہوں کے خیالات کا آنا بُرا نہیں لانا بُرا ہے۔ اگر گندا خیال آجائے تو اس پر کوئی مؤاخذہ نہیں لیکن خیال آنے کے بعد اس میں مشغول ہو جانا یا پرانے گناہوں کو یاد کر کے اس سے مزہ لینا یا آیندہ گناہوں کی اسکیمیں بنانا یا حسینوں کا خیال دل میں لانا یہ سب حرام ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائیں اور ان حرام کاموں سے بچائیں جس کی برکت سے ان شاء اللہ تعالیٰ تمام گناہوں سے بچنا آسان ہو جائے گا۔

مذکورہ بالا اعمال پر توفیق کے لیے چار تسبیحات

مذکورہ بالا چار حرام کاموں سے بچنے کے لیے مندرجہ ذیل چار وظائف ہیں جن کے پڑھنے سے روح میں طاقت آئے گی اور جب روح طاقت ور ہو جائے گی تو گناہوں سے بچنا آسان ہو جائے گا: ایک تسبیح (۱۰۰ بار) لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھیں۔ ایک تسبیح (۱۰۰ بار) اَللّٰهُ اَللّٰهُ پڑھیں۔ ایک تسبیح (۱۰۰ بار) استغفار کی پڑھیں۔ ایک تسبیح (۱۰۰ بار) دُرود شریف کی۔

اس وعظ سے کامل نفع حاصل کرنے کے لیے یہ دستور العمل کیمیا اثر رکھتا ہے

دستور العمل

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

وہ دستور العمل جو دل پر سے پردے اٹھاتا ہے، جس کے چند اجزاء ہیں، ایک تو کتابیں دیکھنا یا سننا۔ دوسرے مسائل دریافت کرتے رہنا۔ تیسرے اہل اللہ کے پاس آنا جانا اور اگر ان کی خدمت میں آمد و رفت نہ ہوسکے تو بجائے ان کی صحبت کے ایسے بزرگوں کی حکایات و ملفوظات ہی کا مطالعہ کرو یا سن لیا کرو اور اگر تھوڑی دیر ذکر اللہ بھی کر لیا کرو تو یہ اصلاحِ قلب میں بہت ہی معین ہے اور اسی ذکر کے وقت میں سے کچھ وقت محاسبہ کے لیے نکال لو جس میں اپنے نفس سے اس طرح باتیں کرو کہ

"اے نفس! ایک دن دنیا سے جانا ہے۔ موت بھی آنے والی ہے۔ اُس وقت یہ سب مال و دولت یہیں رہ جائے گا۔ بیوی بچے سب تجھے چھوڑ دیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ سے واسطہ پڑے گا۔ اگر تیرے پاس نیک اعمال زیادہ ہوئے تو بخشا جائے گا اور گناہ زیادہ ہوئے تو جہنم کا عذاب بھگتنا پڑے گا جو برداشت کے قابل نہیں ہے۔ اس لیے تو اپنے انجام کو سوچ اور آخرت کے لیے کچھ سامان کر۔ عمر بڑی قیمتی دولت ہے۔ اس کو فضول رائیگاں مت برباد کر۔ مرنے کے بعد تو اس کی تمنا کرے گا کہ کاش! میں کچھ نیک عمل کر لوں جس سے مغفرت ہو جائے، مگر اس وقت تجھے یہ حسرت مفید نہ ہو گی۔ پس زندگی کو غنیمت سمجھ کر اس وقت اپنی مغفرت کا سامان کر لے"۔

www.khanqah.org

احکامِ شریعت پر محبت کے ساتھ عمل کرنے کا نام تصوف ہے۔ جو تصوف خلاف شریعت وسنت ہو وہ اللہ کے یہاں مقبول نہیں بلکہ مردود ہے۔ جس طرح انسان دنیا میں ترقی کی منازل طے کرنے کے لئے ہر دم کمر بستہ رہتا ہے، آگے سے آگے بڑھنے کی دُھن میں جان، مال اور وقت سب جھونک دیتا ہے، اللہ کی راہ میں اس تن دہی سے ترقی کی منازل طے کرنے کا شوق ولگن نہیں رکھتا۔ اس کا سبب اللہ ورسول کی محبت اور فکرِ آخرت میں کمی ہے۔

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ وعظ ''منازلِ سلوک'' اس محبت وفکر کو بڑھانے میں نہایت معاون ومددگار ثابت ہوتا ہے۔ اس وعظ میں حضرت والا نے جہاں تصوف کے متعدد مسائل کو قرآن وحدیث سے مدلل کیا ہے وہیں اللہ کا راستہ طے کرنے کے لیے جن احکامات پر عمل کرنا ضروری ہوتا ہے ان کی نشاندہی بھی کی ہے۔

www.khanqah.org

AW-010

ناشر

کتب خانہ مظہری